رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ — عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

قادیان

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر: غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ: الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

قیمت ششماہی اندرون ہند — قیمت ششماہی بیرون ہند

جلد ۲۳	مورخہ ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۴ جولائی ۱۹۳۵ء	نمبر ۳

المسیح مدینۃ

قادیان ۲ جولائی۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیر و عافیت ہے۔

آج بعد نماز عشا نیشنل لیگ قادیان کا ایک اجلاس مسجد اقصےٰ میں منعقد ہوا۔ جس میں چند اہم قراردادیں پاس کی گئیں۔ بفصل رو داد انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ درج کی جائے گی۔

مولوی علی محمد صاحب اجمیری بلرام پور گونڈہ علاقہ یو۔پی میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے۔

شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر رکن عملۂ الفضل کے ہاں بفضل خدا لڑکا پیدا ہوا۔ مبارک ہو۔ احباب درازیٔ عمر اور سعادت دارین کے لئے دعا کریں۔

سید منظور علی شاہ صاحب رئیس قادیان کی والدہ صاحبہ پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عشق الٰہی کبھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا

فرمایا "جب اللہ تعالےٰ کسی کے دل میں تجلی کرتا ہے۔ تو پھر وہ پوشیدہ نہیں رہتا۔ عاشق اپنے عشق کو خواہ کیسے ہی پوشیدہ کرے۔ مگر بھید پانے والے اور تاڑنے والے قرائن اور آثار اور حالات سے پہچان ہی جاتے ہیں عاشق پر وحشت کی حالت نازل ہو جاتی ہے۔ اداسی اس کے سارے وجود پر چھا جاتی ہے الگ قسم کے خیالات اور حالات اس کے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ وہ اگر ہزاروں پردوں میں چھپے۔ اور اپنے آپ کو چھپا لے۔ مگر چھپا نہیں رہتا۔ سچ کہا ہے ؎ عشق و مشک را نتوان نہفتن۔ جن لوگوں کو محبت الٰہی ہوتی ہے وہ اس محبت کو چھپاتے ہیں۔ جس سے ان کے دل لبریز ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کے افشا پر وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ محبت اور عشق ایک راز ہے۔ جو خدا اور اس کے بندے کے درمیان ہوتا ہے اور ہمیشہ راز کا فاش ہونا شرمندگی کا موجب ہوتا ہے کوئی رسول نہیں آیا جس کا خدا سے راز نہیں ہوتا۔ اسی راز کو چھپانے کی خواہش اس کے اندر ہوتی ہے۔ مگر معشوق خود اس کو فاش کرنے پر جبر کرتا ہے۔ اور جس بات کو وہ نہیں چاہتے وہی ان کو ملتی ہے۔ جو چاہتے ہیں۔ ان کو ملتا نہیں۔ اور جو نہیں چاہتے۔ ان کو جبراً ملتا ہے۔" (الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۴ء)

تبلیغ اندرون ہند

جگہ جگہ جلسے منعقد کرکے تبلیغ کی جائے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطبہ جمعہ میں احباب کو توجہ دلائی تھی۔ کہ جماعتیں مقامی جلسے کرنے کا اہتمام کریں۔ اگر مرکز سے انہیں مبلغ میسر نہ ہوں۔ تو مقامی دوست جو تقریر کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں ایسے جلسوں میں تقریریں کریں۔ آمدہ مطالبات اور رپورٹوں سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ احباب کو اس طرف توجہ پیدا ہو چکی ہے۔ نظارت نے مضمون تقریر کے لئے ضروری مواد ایک ۲۴ صفحہ ٹریکٹ کی صورت میں بہم پہنچا کر اسے طبع کرا لیا ہے۔ پس جہاں بھی جلسے منعقد کرنے کا انتظام کیا جائے۔ احباب نظارت سے یہ ٹریکٹ طلب کر لیں۔

جون کے مہینے خصوصاً اس کے آخری عشرہ میں مندرجہ ذیل جماعتوں میں جلسے کئے گئے۔ اور موجودہ مخالفت اور اعتراضوں کے پیش نظر مناسب حال تقریریں کی گئیں جن سے سامعین پر عمدہ اثر ہوا۔ اور اشرار کے باطل پروپیگنڈا کی اصلیت سے واقف ہوئے۔ پنام۔ کریام۔ نوشہرہ ککے زئیاں۔ لائل پور شہر۔ شام چوراسی۔ بلرام پور۔ انبالہ شہر۔ انبالہ چھاؤنی۔ گوجروال۔ اٹھوال۔ گڑھ شنکر۔ کاٹھ گڑھ۔ لنگیری۔ پھیرو چیچی۔ ننگری۔ دسوہہ۔ دھرم کوٹ بگہ۔ قلعہ لال سنگھ۔ ادھلہ بٹھیالی۔ کاہنوان۔ خان فتح۔ پاروال۔ لوہ چپ۔ سیکھواں۔ سارچور۔ لنگروال۔ گلانولی۔ دیال گڑھ۔ کلو سوہل۔ ٹھیکریوالہ۔ فیض اللہ چک۔ بازید چک۔ ہیل چک۔ بھرسیاں۔ نالیہ۔ تلونڈی۔ ببری والہ۔ بسراواں۔ ان تمام جگہوں میں نظارت کی طرف سے مبلغین بھیجے گئے۔ گورداسپور کی جماعتوں میں جلسہ منعقد کرنے میں نظارت کی مدد جامعہ احمدیہ اور مدرسہ احمدیہ کے بہت طلباء نے کی فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

اور میں امید کرتا ہوں کہ ہندوستان کے دیگر علاقہ جات میں اس قسم کے جلسوں کو کامیاب کرنے کے لئے مقامی احباب جو تقریر کر سکتے ہوں اور ابھی تک انہوں نے اطلاع نہیں دی۔ نظارت کو اپنے ناموں سے اطلاع دیں گے۔ تا یہ سلسلہ وسیع پیمانہ پر جاری رکھا جا سکے

ناظر دعوۃ و تبلیغ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک اہم اعلان

پیغام امام

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

میں اپنے ایک خطبہ میں اعلان کر چکا ہوں۔ کہ چند اشتہارات موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے عنقریب شائع کئے جائیں گے۔ احباب کو ان کی اشاعت خاص توجہ سے کرنی چاہیئے۔ پوسٹر عمدہ جگہوں پر لگانے چاہئیں۔ اور چھوٹے اشتہار عقل و سمجھ سے تقسیم کرنے چاہئیں چونکہ جلد یہ سلسلہ شروع ہونیوالا ہے۔ میں پھر اس اعلان کے ذریعہ سے جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ فوراً مندرجہ ذیل امور کے متعلق انتظام کریں

۱۔ وہ جلد دفتر تحریک جدید میں اطلاع دیں۔ کہ انہیں کس کس قدر پوسٹروں اور اشتہاروں کی ضرورت ہوا کرے گی۔

۲۔ ان کی جماعت یا اگر فرد ہے تو وہ فرد کس قدر رقم کے اشتہار قیمت پر منگوانا چاہتا ہے (اشتہار صرف لاگت پر ملیں گے۔ کوئی نفع محکمہ ان سے نہیں لے گا۔) ہو سکتا ہے کہ اگر ضرورت زیادہ ہو۔ اور جماعت پورے خرچ کی متحمل نہ ہو سکے۔ تو کچھ حصہ قیمت پر اور کچھ مفت ارسال کیا جائے:

۳۔ بنگال۔ سندھ اور صوبہ سرحدی کی جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ بنگالی۔ سندھی اور پشتو میں ان اشتہاروں کے تراجم شائع کرنے کی کوشش کریں۔ اس میں ایک معقول حد تک دفتر تحریک جدید ان کی امداد کرے گا۔ مگر فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہونا چاہیئے:

۴۔ ہر جماعت یا فرد ان اشتہاروں کے چسپاں کرنے اور تقسیم کرنے کا انتظام فوراً کر چھوڑے:

۵۔ ہر جماعت یا فرد کو اس امر کا انتظام رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر اشتہار ایسے ہاتھ میں جائے۔ جہاں اس کا فائدہ ہو اور اچھی جگہ پر پوسٹر چسپاں ہوں۔ سارے پوسٹر ایک دن نہ لگائے جائیں۔ کیونکہ بعض شریر دشمن انہیں پھاڑ دیتے ہیں۔ بلکہ دو۲ و تین۳ دن میں لگیں۔ تاکہ سب لوگ پڑھ سکیں:

۶۔ اشتہاروں کی اشاعت کے بعد جماعت کے افراد ان کے اثر کا اندازہ لگاتے رہا کریں اور مرکز کو اس کی اطلاع دیتے رہا کریں۔ تاکہ آئندہ اشتہاروں میں اس تجربہ سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

۷۔ سب اطلاعات میرے نام یا سکرٹری دفتر تحریک جدید کے نام ہوں۔ والسلام

خاکسار: میرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی۔ امام جماعت احمدیہ)

نماز جنازہ

چودھری رحمت اللہ صاحب موصی چک ۵۸ جنوبی شاہ پور فوت ہو گئے ہیں۔ چونکہ مرحوم اپنے گاؤں میں اکیلے احمدی تھے۔ بدیں وجہ ان کا جنازہ نہیں پڑھا گیا۔ احباب نماز جنازہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ

انگلستان کے دار السلطنت سے شائع ہونے والا واحد اسلامی اخبار

خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو باوجود اس کے کہ وہ دوسروں کے مقابلہ میں نہایت ہی قلیل التعداد۔ نہایت ہی بے بضاعت اور نہایت ہی کمزور ہے۔ اکناف عالم میں اعلاء کلمۃ اللہ کی جو توفیق عطا کر رکھی ہے وہ بجائے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے کیونکہ دنیا کے کئی کروڑ مسلمانوں میں سے جن میں سلطنتوں کے حکمران بھی ہیں۔ ریاستوں کے نواب بھی۔ بڑی بڑی جاگیروں کے مالک بھی ہیں۔ کروڑ پتی بھی۔ بڑے بڑے کارخانہ دار بھی ہیں۔ اور سرمایہ دار بھی۔ یہ شرف صرف جماعت احمدیہ کو ہی حاصل ہے کہ اس کی طرف سے یورپ اور امریکہ کے کئی ممالک میں مجاہدین تبلیغ اسلام کر رہے۔ حق کی پیاسی روحوں کو چشمۂ اسلام سے آب حیات پلا رہے۔ اور اسلام کی برتری تمام ادیان پر ثابت کر رہے ہیں۔

پھر یہ فخر بھی جماعت احمدیہ کو ہی حاصل ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے شہر اور عیسائیت کے بہت بڑے مرکز لنڈن میں سب سے پہلا خدا تعالیٰ کا گھر جماعت احمدیہ نے تعمیر کیا۔ جہاں روزانہ پانچ وقت اللہ اکبر کی صدا بلند کی جاتی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اور جہاں کالے اور گورے امیر اور غریب ایک صف میں کھڑے ہو کر خدا واحد کے حضور سر عبودیت جھکاتے ہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ حکومت برطانیہ کے زیر نگین اتنے مسلمان آباد ہیں جتنے کسی اسلامی حکومت میں بھی نہیں اور برطانیہ عظمیٰ مسلمانوں پر حکومت کرنے والی سب سے بڑی طاقت ہے۔ یہ کوئی بڑی بات نہ تھی کہ مسلمان لنڈن میں ایک مسجد تعمیر کر دیتے ان میں کا تو کوئی ایک بھی بڑی سے بڑی مسجد بآسانی تعمیر کر سکتا تھا۔ لیکن آج تک کسی کو یہ توفیق نصیب نہ ہوئی۔ اور آخر یہ سعادت بھی اسی غریب۔ کمزور۔ اور چھوٹی سی جماعت کے حصہ میں آئی جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کیا:۔

جماعت احمدیہ کو مبارک ہو۔ کہ اب ایک اور بہت بڑی سعادت اس کے حصہ میں لکھی گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ احمدیہ مشن لنڈن کے زیر اہتمام ایک اسلامی اخبار" دی مسلم ٹائمز" (The Muslim Times) جاری کیا گیا ہے جو لنڈن ایسے شہر سے جہاں چار سو سے زیادہ نہایت عظیم الشان اخبارات کے دفاتر ہیں شائع ہونے والا واحد اسلامی اخبار ہے اس اخبار کا پہلا پرچہ ۶۔جون کو زیر ادارت جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم اے۔ امام مسجد احمدیہ لنڈن شائع ہوا ہے۔ اور اس طرح اسلامی دنیا کی ایک بہت بڑی ضرورت پوری کرنے اور مسلمانوں کے دینی و دنیوی مفاد کی حفاظت کے لئے انتظام کیا گیا ہے:۔

مولانا درد نے اس اخبار کی ضرورت و اہمیت کا جن مختصر الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ وہ اس قابل ہیں۔ کہ ہر مسلمان اور خاص کر ہر احمدی انہیں نہایت غور و توجہ سے پڑھے۔ اور اس بات کی ہر ممکن کوشش کرے۔ کہ یہ اخبار جو فی الحال پندرہ روزہ ہے۔ نہایت مضبوط بنیادوں پر قائم ہو کر زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہو سکے:۔

درد صاحب لکھتے ہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ انگلستان سے کوئی ایک بھی مسلمان اخبار شائع نہیں ہو رہا۔ اور اس کی سخت ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ ہم نے توکلاً علے اللہ اس دیرینہ ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مخلصانہ کوشش کی ہے۔ اگرچہ برطانیہ کا پریس دنیا میں بے حد ترقی یافتہ پریس ہے۔ یہ بہت زبردست طاقت ہے۔ اور اس کے ذرائع بہت وسیع ہیں۔ مگر ہم ہر طرح سے تہیدست ہیں لیکن اسلام چونکہ زندہ مذہب ہے۔ اور اس کی مقدس روایات ایک مسلمان کے لئے بہت بڑا سرمایۂ فخر و ناز ہیں۔ اسلئے ہم نے اس امید پر یہ اخبار جاری کرنے کی جرات کی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اسے تمام دنیا کے لئے روشنی کا مینار بنانے میں ہماری مدد کرے گا:۔

اس کے بعد درد صاحب اخبار کی پالیسی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

ہم ایسے مناقشات سے گریز کرنے کی کوشش کریں گے۔ جن سے باہم منافرت اور کشمکش پیدا ہوتی ہو۔ مگر ہم روشنی کو پردوں میں چھپانے کے بھی قائل نہیں۔ ہم مخلصانہ طریق پر اسلام اور مسلمانوں کے حقیقی اور بہترین مفاد کی حفاظت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہمیں اس بات کا اعتراف ہے۔ کہ تمام دیگر مذاہب کی طرح اسلامی دنیا میں بھی مذہبی۔ سیاسی اور اقتصادی اختلافات موجود ہیں۔ لیکن ہم اختلافات کی خلیج کو زیادہ وسیع یا عمیق تر نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہمارا اخبار ہر اسلامی ملک کی قدیم روایات اور جذبات کو قدر کی نگاہ سے دیکھیگا۔ نیز ہم مغربی دنیا کے سامنے اسلامی نقطۂ نگاہ کو پیش کرینگے۔ خواہ وہ ایرانی ہو۔ یا مصری۔ ہندوستانی ہو۔ یا عراقی۔ ترکش ہو یا جنوب مغربی افریقن۔ البانی ہو۔ یا چینی۔ عربی ہو یا افغانی۔ مختصر یہ ہے۔ کہ ہم پوری کوشش کریں گے۔ کہ نہ صرف مسلمانوں کی مختلف نسلوں اور قوموں کے مابین۔ بلکہ تمام دنیا میں رہنے والوں میں تعاون۔ ہمدردی۔ اور خیر خواہی کے ذریعہ فیلوشپ اور اخوت کی صحیح روح پیدا کریں:۔

ظاہر ہے۔ کہ یہ نہایت اہم اور اسلامی دنیا کے لئے نہایت ہی مفید مقاصد ہیں۔ ہر ایک انگریزی دان احمدی کو چاہئے۔ کہ یہ اخبار اپنے نام جاری کرائے۔ اور اس کی اشاعت بڑھانے میں پوری کوشش اور سعی کرے۔ اخبار کے متعلق خط و کتابت حسب ذیل پتہ پر کی جائے The London Mosque 63 Melrose London S.W. 18

احراری لیڈروں کی مسلمانوں سے ایک اور غداری

لاہور میں ایک مسجد پر سکھوں کا عرصہ سے قبضہ چلا آرہا ہے۔ اب جبکہ سکھوں نے اس مسجد کو گرا کر وہاں کوئی اور عمارت بنانی چاہی تو مسلمانان لاہور میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا ان کے نمائندے ایک طرف تو دوڑے دوڑے مولوی ظفر علی صاحب کے در دولت پر پہنچے اور دوسری طرف مجلس احرار سے فریادی ہوئے مولوی ظفر علی کی بجائے ان کے صاحبزادے اختر علی صاحب نے تو پھر بھی اشک شوئی کے طور پر کچھ نہ کچھ دوڑ دھوپ کی۔ اور بالفاظ "زمیندار" مقامی حکام سے کہہ دیا۔ کہ "مسلمان دنیا جہان کے مصائب برداشت کر سکتے ہیں لیکن وہ اپنی آنکھوں کے سامنے خانہ خدا کی بے حرمتی کا منظر نہیں دیکھ سکتے"۔ ادھر مسلمانوں کو پرامن رہنے اور اسلام کے ناموس کی خاطر جان کی بازی تک لگا دینے کی تلقین کی"۔ لیکن اسلام اور مسلمانوں کی سب سے بڑی خیر خواہ۔ اور ہمدرد مجلس احرار نے اس موقعہ پر جو کچھ کیا۔ وہ یہ ہے کہ مولوی مظہر علی اظہر جنرل سکرٹری نے کہدیا۔ "اس مسئلہ پر مسلمانوں کے لئے خاموشی اختیار کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ قانوناً مسجد پر ان کا کوئی حق نہیں"۔ (زمیندار ۲۔جولائی) اور احراری لیڈروں نے مکمل خاموشی اختیار کر لی حتیٰ کہ وہ کسی ایسی مجلس میں بھی شریک نہیں ہوئے۔ جو اس جھگڑے کے سلسلہ میں مسلمانوں نے منعقد کی۔ اور اس طرح احراری لیڈر سخت غداری کے مرتکب ہوئے:۔

چندہ حاصل کرنے کے وقت تو احراری گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں۔ کہ ہمارے سوا مسلمانوں کا کوئی خیر خواہ نہیں ہم مسلمانوں کی خاطر اور اسلام کے لئے جانیں ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں۔ اور ہم ہی چندہ لینے کے مستحق ہیں۔ لیکن ایک معمولی سے جھگڑے نے بتا دیا۔ کہ ہر ایک احراری لیڈر دودھ پینے والا مجنوں ہے۔ نہ کہ خون دینے والا کیا اس سے ایک دفعہ پھر صاف ظاہر نہیں ہو گیا۔ کہ ان لوگوں کی لیڈری محض نفس پروری کے لئے ہے۔ شکر

"احسان" کو خونی مہدی کا انتظار

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے کھلی ناواقفیت

زمانہ نبوت سے بعُد کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر جو غلط خیالات اور خلاف اسلام عقائد رائج ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک خونی مہدی کی آمد کا عقیدہ بھی ہے جس پر مسلمانوں کا ایک حصہ اب تک قائم ہے۔ اور یہ خیال کئے بیٹھا ہے کہ مہدی موعود جب مبعوث ہوں گے۔ تو تلوار کے زور سے وہ تمام غیر مسلموں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ اور زمین کو کفار سے پاک کر کے ایک ایسی اسلامی سلطنت قائم کریں گے۔ جس کا مقابلہ کرنے والا دنیا میں کوئی نہ ہوگا۔ "احسان" نے احمدیت کے خلاف جو سلسلۂ مضامین شائع کیا۔ اس میں بھی اسے پیش کیا۔ اور لکھا "احادیث میں ایک ایک واقعہ کو اس تفصیل اور جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہاں تک بتا دیا گیا ہے۔ کہ آخری جنگ میں مہدی کے زیر کمان ستر ڈویژن ہوں گے۔ جن میں ہر ڈویژن میں بارہ ہزار کی نفری ہوگی"۔

پھر لکھا "حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق اللہ کا نبی یا رسول ہونے کی کوئی خبر نہیں دی گئی۔ ان کی حیثیت صرف اس امیر المومنین کی ہے۔ جو آخری زمانہ کے فتن میں جب کفار چاروں طرف سے مسلمانوں پر ہجوم لا چکے ہوں گے۔ اور یہ خطرہ پیدا ہو چکا ہوگا۔ کہ حرمین الشریفین پر بھی کفار کا علم بلند ہونے والا ہے۔ مسلمانوں کے لشکروں کی قیادت کرتے ہوئے کفار سے قتال بالسیف کرینگے"۔

گویا "احسان" ایک ایسے مہدی کی آمد کا منتظر ہے۔ جو قتال بالسیف کرے۔ اور مخالف طاقتوں کو تلوار کے ساتھ تباہ کر دے اسی بنا پر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہدویت کا منکر ہے۔ اور یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کہ کوئی شخص ایسا بھی مبعوث ہو سکتا ہے۔ جو دلائل و براہین کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرے۔ اور صلح و محبت سے لوگوں کے قلوب اسلام کی طرف مائل کرے۔ لیکن یہ خیال اسلام کے صریح خلاف ہے۔ قرآن شریف نے نہایت واضح اور کھلے الفاظ میں جبر و تشدد سے روکا ہے۔ جیسا کہ آتا ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ یعنی دین میں کوئی جبر نہیں۔ کیونکہ ہدایت اور ضلالت میں ایسا کھلا امتیاز ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے جبر کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ پھر فرماتا ہے انما علی رسولنا البلاغ المبین۔ یعنی ہمارے رسول کا صرف اتنا کام ہے۔ کہ پیغام حق لوگوں کو سنا دے۔ یہ نہیں کہ جبر کے ذریعہ انہیں اسلام قبول کرنے پر مجبور کرے۔ اسی قسم کی اور بھی بیسیوں آیات ہیں۔ جو بزور شمشیر اشاعت اسلام ممنوع قرار دیتی ہیں۔ پس اگر احراریوں کا مزعومہ مسیح و مہدی اپنے اعمال کی بنیاد قرآن مجید پر رکھے گا۔ تو ضروری ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے لئے خونریزی کے قریب بھی نہ جائے۔ کیونکہ قرآن شریف اس کی تردید کر رہا۔ اور اسے ناجائز فعل قرار دیتا ہے

علاوہ ازیں احادیث سے بھی یہ ثابت ہے۔ کہ خونی مہدی کی آمد کا عقیدہ باطل ہے۔ چنانچہ مسیح موعود کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخاری میں فرماتے ہیں۔ یضع الحرب۔ یعنی مسیح جب آئے گا۔ تو مذہب کی خاطر لڑائیوں کو بند کر دے گا۔ جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہیں۔ کہ وہ جنگ و جدل سے اشاعت اسلام نہیں کرے گا۔ بلکہ امن اور آشتی سے کام لیگا۔ ایک اور حدیث میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ فبینما ھم کذالک اذا اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ بن مریم انی قد اخرجت عبادا من عبادی لا یدان لک بقتالھم فحرز عبادی الی الطور (حجج الکرامہ صلا۳۱) یعنی اللہ تعالیٰ مسیح موعود کی طرف وحی کریگا۔ کہ بندوں میں سے بعض بندے میں نے ایسے پیدا کئے ہیں۔ جن کا تو مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پس تو میرے بندوں کو طور پر لے جا اور وہاں انہیں پناہ دے۔ یہ حدیث بتلاتی ہے۔ کہ مسیح موعود ایسے وقت میں مبعوث ہوگا۔ جب صفحۂ زمین پر ایسی قومیں ہوں گی۔ جن کے ساتھ مسلمان ہرگز مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ اسلئے مسیح موعود لڑائی نہیں کرے گا۔ بلکہ اسے صرف یہ حکم ہوگا۔ کہ لوگوں کو سینا پہاڑ پر لے جا۔ یہ وہ پہاڑ ہے۔ جہاں اللہ تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے لئے اپنی خاص تجلیات کا جلوہ دکھایا۔ اور بنی اسرائیل کے لئے بڑے بڑے خارق عادت نشان ظاہر فرمائے اس پہاڑ پر لوگوں کو لے جانے کا حکم دینا یہ مطلب رکھتا ہے۔ کہ جس طرح حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کوہ طور تجلیات الٰہیہ کی وجہ سے بنی اسرائیل کے لئے ترقی ایمان کا سبب تھا۔ اسی طرح ان نشانات آسمانی کے ذریعہ جو اللہ تعالےٰ مسیح موعود کے لئے ظاہر فرمائیگا۔ اس کی جماعت کو تقویت پہنچے گی یہ حدیث بتلاتی ہے۔ کہ مسیح موعود کے وقت ایسی طاقتیں موجود ہوں گی۔ جن کا بری اور بحری سامان حرب میں مسلمان مقابلہ نہ کر سکیں گے ایسی صورت میں مسیح موعود کا کام صرف یہ ہوگا کہ نشانات آسمانی دکھلا کر لوگوں کو خدا تعالےٰ کی طرف لائے۔ اور ظلمت سے نکال کر نور میں پہنچائے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار عصابۃ تغزو الھند و عصابۃ تکون مع عیسیٰ بن مریم۔ یعنی میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ آگ سے بچائے گا۔ ایک گروہ وہ ہوگا۔ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا۔ اور ایک گروہ وہ ہوگا جو عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ہوگا۔ اس حدیث کے ماتحت امت محمدیہ کا پہلا گروہ تو وہ ہے جس نے حضرت سید احمد صاحب بریلوی کے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔ آپ اپنی صدی کے مجدد اور نہایت راستباز انسان تھے۔ آپ کی جماعت میں بھی بڑے بڑے متقی لوگ تھے جب آپ نے دیکھا کہ پنجاب کے مسلمانوں پر سکھ بہت ظلم کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ احکام دینی کی بجا آوری کے سوا اور کوئی نہ تھی۔ تو اس وقت آپ نے مظلوم مسلمانوں کو سکھوں کے مظالم سے نجات دلانے کے لئے اپنا وطن چھوڑ دیا۔ اور ایک چھوٹے سے گروہ کے ساتھ سکھوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ آپ کا وطن مالوف گورنمنٹ انگریزی کے علاقہ میں تھا۔ مگر آپ نے انگریزی حکومت کے خلاف لڑائی کا علم بلند نہ کیا۔ کیونکہ اس سلطنت کے ماتحت انہیں ہر طرح کی مذہبی آزادی حاصل تھی۔ بلکہ آپ نے سکھوں کے خلاف جہاد کیا۔ اور اس راہ میں شہید ہو گئے۔ یہ وہی بہادر جان نثاروں کا گروہ ہے۔ جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث کے پہلے حصہ میں اشارہ فرمایا مگر اس کے ساتھ ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ایک دوسرے گروہ کو بھی اللہ تعالےٰ نار جہنم سے بچائے گا۔ اور وہ مسیح موعود کے ساتھی ہیں۔ یہ مقابلہ صاف طور پر بتلاتا ہے۔ کہ مسیح موعود کی جماعت جہاد بالسیف نہیں کرے گی۔ کیونکہ یہی ایک بات ہے۔ جو ان دو گروہوں میں مابہ الامتیاز ہے۔ یعنی ایک تو جہاد بالسیف کرنے والے ہیں۔ اور ایک مسیح کے ساتھی۔ اگر دونوں گروہ غازی ہوتے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح فرق بیان نہ فرماتے کہ ایک گروہ ہند میں جہاد کرے گا۔ اور دوسرا گروہ مسیح کے ساتھ ہوگا۔ یہ فرق بتلاتا ہے کہ مسیح موعود نے جابرانہ رنگ میں ہرگز نہیں آنا تھا۔ بلکہ ایسے رنگ میں آنا تھا۔ کہ وہ نشانات آسمانی کے ساتھ اشاعت اسلام کا کام کرے۔

علاوہ ازیں حجج الکرامہ کے صلا۳۶ پر علامہ ابن حجر کا یہ قول درج ہے۔ کہ بیدار نگند جہاں نائم را و نریزد خون را۔ یعنی مہدی نہ سوتوں کو جگائے گا۔ اور نہ کسی قسم کا خون خرابہ کرے گا۔

پھر یہ بھی لکھا ہے کہ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جو اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ اس کا کام یہ نہیں ہوگا۔ کہ تلوار ہاتھ میں پکڑ کر لوگوں کے خون بہاتا چلا جائے۔ بلکہ وہ صلح و محبت کی تعلیم سے لوگوں کے قلوب مسخر کرے گا۔ اور انہیں ایک دین پر اکٹھا کر کے عدل و انصاف کا وہ نمونہ قائم کرے گا۔ جو چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا ہو۔

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے ان شواہد سے یہ بات واضح ہے کہ کوئی خونی مہدی دنیا میں آنے والا نہیں۔ نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا۔ جو تلوار چلائے گا۔ یہ سب بے بنیاد باتیں اور لغو خیالات ہیں۔ مسلمان خواہ قیامت تک خونی مہدی کا انتظار کرتے چلے جائیں۔ ان کی یہ امید

مسلمانوں کے تشتت کا واحد علاج

مسلمانوں کا تفرقہ و تشتت اس قدر واضح اور کھلا ہوا ہے۔ کہ اس پر کوئی دلیل پیش کرنے کی حاجت نہیں۔ ہر وہ شخص جو مسلمانوں کی موجودہ حالت پر نظر رکھتا ہو۔ اور اسے قومی و ملی درد ہو۔ سمجھ سکتا ہے کہ مسلمانوں کا جمود۔ ان کی پریشان حالی۔ اور ان کا تفرقہ اپنی انتہائی حدود طے کر چکا ہے کجا وہ زمانہ کہ مسلمان انما المومنون اخوۃ کی مجسم تفسیر تھے۔ دشمن کے مقابلہ میں بنیان مرصوص تھے۔ آپس میں رحماء بینھم کے مصداق تھے۔ اور کجا یہ حالت کہ آج ہر جگہ مسلمان آپس میں دست و گریباں ہو رہے ہیں۔ ایک دوسرے کی تخریب میں لگے ہوئے۔ اور اغیار کے لئے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ اور دنیا کی ہر ذلت کے مورد ہیں اس تباہ حالی کی متعدد وجوہ ہیں۔ مگر ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ مسلمان وہ نعمت کھو بیٹھے ہیں۔ جو ایک واجب الاطاعت امام کی شکل میں ہوتی ہے۔ اس ڈھال سے محروم ہو چکے ہیں۔ جو ایک ہاتھ پر جمع ہونے سے حاصل ہوتی ہے اور اس طاقت سے تہی دست ہو چکے ہیں۔ جو ایک وجود کی راہ نمائی سے مل سکتی ہے۔ احادیث میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ید اللہ علے الجماعۃ۔ یعنی جماعت پر خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ مسلمان جب تک ایک جماعت رہے۔ ایک امام کی اطاعت کرتے رہے۔ اللہ تعالےٰ کی نصرت و تائید سے ہمکنار رہے۔ مگر جب انہوں نے اس اطاعت کا جوا اپنی گردنوں سے اتار پھینکا۔ اور بخیال خویش احرار بن گئے۔ خدا تعالےٰ کی رحمت کا سایہ بھی ان سے اٹھ گیا؛

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ید اللہ علے الجماعۃ کے الفاظ میں مسلمانوں کو بتایا تھا۔ کہ وہ اس وقت تک نہ دین میں اور نہ دنیا میں کامیابی کا منہ دیکھ سکتے ہیں۔ جب تک ایک آواز پر لبیک کہنے اور ایک واجب الاطاعت امام کے پیچھے چلنے کے لئے تیار نہ رہیں۔ لیکن افسوس مسلمانوں نے جہاں اسلام کے اور ہزاروں سبق بھلا دیئے۔ اس قیمتی سبق کو بھی فراموش کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تباہی و بربادی ان پر مسلط ہو گئی۔ اور ان کی عملی قوتیں سلب ہو گئیں۔ چونکہ مسلمانوں کی یہ حالت انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اور انہوں نے دیکھ لیا ہے۔ کہ جب تک وہ ایک سلک میں منسلک نہ ہونگے۔ اس وقت تک ذلت اور نکبت کے گڑھے سے نہیں نکل سکیں گے۔ اس لئے ان میں احساس پیدا ہو رہا ہے کہ کوئی ایسی صورت ہو۔ جو انہیں متحد کر سکے اور اس کا اظہار تحریروں اور تقریروں میں کرتے رہتے ہیں۔ مگر انہیں کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی؛

چنانچہ ایک اخبار "تنظیم اہلحدیث" لکھتا ہے۔ "اسلام دنیا میں رہبانیت یا گوشہ نشینی کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے کی غرض سے آیا ہے۔ جس کا اصل اور آسان طریق سلسلۂ امارت ہے۔ جس کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسدِ انسانی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے عملی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ مگر جتنی اہمیت سے آپ نے پیش کیا۔ اتنی ہی موجودہ دنیائے اسلام اس سے غافل ہے غافل ہی نہیں۔ بلکہ اس کا تخیل ہی کچھ اور ہے اُن کے نزدیک اسلام تمدن سے جدا شے ہے۔ یا اسلام میں کچھ اس کی اہمیت نہیں۔ یہی تخیل زیادہ تر اسلامی ترقی کے مانع ہے بلکہ اس کے لئے سوہان روح بنا ہوا ہے اور بعض ویسے غفلت کی نیند سو رہے ہیں ہم غیروں کی کیا شکایت کریں۔ اپنوں سے نالاں ہیں۔ اہلحدیث کو خصوصیت سے اتباع رسول کا دعوےٰ ہے۔ اُن ہی کا قدم سب سے پیچھے ہے۔ بار بار توجہ دلاتے پر بھی ایک سلک میں منسلک ہونے کو تیار نہیں ہوتے" (۲۸ جون)

یہ الفاظ بتاتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی شدت ضرورت ہے وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ امیر کا وجود قوم کے لئے ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسے جسمِ انسانی کے لئے دل۔ وہ اس امر کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔ کہ اسلامی ترقی میں اگر کوئی چیز مانع ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے سوہانِ روح بنی ہوئی ہے تو وہ یہی خیال ہے۔ کہ سلسلۂ امارت کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کی حالت اس قدر بگڑ گئی ہو۔ جو اس درجہ تفرقہ اور انشقاق کا شکار ہو چکے ہوں۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ وہ خود ہی کوئی امام تجویز کر لیں۔ اور پھر سب اس پر متفق ہو جائیں۔ قطعاً نہیں۔ ایسا انسان وہی ہو سکتا ہے۔ جسے خدا تعالےٰ منتخب کرے۔ جس کا دعوےٰ ہو۔ کہ مجھے خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو متحد کرنے اور ایک سلک میں منسلک کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی ہمیشہ سے یہ سنت ہے۔ کہ جب بھی اس نے کسی گری ہوئی قوم میں روح حیات پھونکی تو اسی کے ذریعہ جو اس کی جناب سے قرنا بن کر آیا۔ اور جس نے صور اسرافیل بن کر مُردہ دلوں کو زندہ کیا۔ امم سابقہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے۔ قرآن مجید اس کی تائید کرتا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تصدیق فرماتے ہیں۔ پس مسلمان کیوں یہ نہیں سوچتے کہ جب آخری زمانہ کے لئے یہ مقدر تھا۔ کہ مسیح و مہدی مسلمانوں کی راہ نمائی کرنے کیلئے آئے گا۔ تو وہ کہاں گیا۔ کیوں وہ دریائے حسرت میں غوطہ زن ہیں۔ کیوں اپنی آنکھیں نہیں کھولتے۔ اور خدا تعالےٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کر کے ایک سلک میں منسلک نہیں ہو جاتے۔ تا خدا تعالےٰ کی نعمتوں کے وارث بنیں اور نکبت و ادبار سے نکلیں؛

"زمیندار" کے "علّامہ رشدی" کا شوقِ قتال

"الفضل" کی ایک گزشتہ اشاعت میں مسئلۂ جہاد کے متعلق بتایا گیا تھا۔ کہ جہاد یہ نہیں۔ کہ تلوار ہاتھ میں لی۔ اور غیر مسلموں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ بلکہ جہاد کسی امر میں انتہائی کوشش کرنے کا نام ہے۔ اور اس میں اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے سعی کرنا۔ قرآن مجید کی تعلیم پھیلانا۔ دشمنان دین کے حملوں کا دفاع کرنا۔ ان کے اعتراضات کا جواب دینا۔ خواہشات نفسانی کا سر بلند کرنا۔ خوف کے مقام پر سچی بات کہنا۔ اور والدین کی خدمت کرنا سب شامل ہیں۔ جیسا کہ محققین تسلیم کر چکے ہیں۔ ہم نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ جہاد بالسیف بھی گو جہاد کی ایک قسم ہے۔ مگر یہ اس وقت فرض ہوتا ہے۔ جب مخالف طاقتیں تلوار کے زور سے اسلام کو نابود کرنے کی کوشش کریں۔ اور مسلمانوں کو محض مذہبی اختلاف کی بناء پر قتل کریں۔ لیکن اب جبکہ مسلمانوں کے لئے اس قسم کا وقت نہیں۔ جہاد بالسیف بھی ان پر فرض نہیں یہی وہ امر ہے۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا۔ اور فرمایا ؎

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

اس مضمون کے شائع ہونے پر اخبار "زمیندار" کے "علامہ رشدی" نے "جہاد اور مرزائیت" کے عنوان سے تمسخرانہ انداز میں لکھا ہے:-

"جناب مدیر کا ارشاد بالکل درست ہے بھلا یہ کوئی جہاد میں جہاد ہے۔ کہ تلوار ہاتھ میں لی۔ اور اعلاء کلمۃ الحق کے لئے ظالموں۔ اور باطل پرستوں سے جنگ شروع کر دی۔ اپنی جان دیدی۔ اور دوسروں کی جان لے لی۔ خون کے دریا بہا دیئے اصلی جہاد تو یہی ہے۔ کہ تلوار کو توڑ کے پھینک دیا اور ان کی گود میں جا بیٹھے۔ کسی نے سر پر ایک جوتا رسید کیا۔ تو اس کے آگے لیٹ گئے اور اس سے کہا۔ جناب کی مہربانی کا بہت بہت شکریہ زہے نصیب کہ جناب نے اپنی کفش کو خاکسار کے سر سے مس کر کے اس ہیچ میرز کو عالم میں سرفراز فرمایا۔ جناب کے دست مبارک کے لئے موجب زحمت تو ہو گا۔ لیکن کیا ہی اچھا ہوتا۔ کہ آپ اس عاجز پر سو پچاس جوتے اور رسید کر دیتے اور یہ حقیر "فارغ البال اور" فارغ الحجامت" ہو جاتا"

اس سطور سے تو معلوم ہوتا ہے کہ "علامہ رشدی" شوقِ قتال میں بے قرار ہو رہے ہیں۔ ان کی تلوار نیام سے باہر نکلی پڑتی ہے اور وہ جذبۂ خونریزی سے اس حد تک متاثر ہو چکے ہیں۔ کہ تلوار ہاتھ میں پکڑ کر غیر مسلموں کو قتل کرنا اور اپنی جان نہ دے دینا...

مسلمانوں کے تشتّت کا واحد علاج

مسلمانوں کا تفرقہ و تشتت اس قدر واضح اور کھلا ہوا ہے۔ کہ اس پر کوئی دلیل پیش کرنے کی حاجت نہیں۔ ہر وہ شخص جو مسلمانوں کی موجودہ حالت پر نظر رکھتا ہو۔ اور اسے قومی و ملی درد ہو۔ سمجھ سکتا ہے کہ مسلمانوں کا جمود۔ ان کی پریشان حالی۔ اور ان کا تفرقہ اپنی انتہائی حدود طے کر چکا ہے کُجا وہ زمانہ کہ مسلمان انما المومنون اخوۃ کی مجسم تفسیر تھے۔ دشمن کے مقابلہ میں بنیان مرصوص تھے۔ آپس میں رحماء بینھم کے مصداق تھے۔ اور کُجا یہ حالت کہ آج ہر جگہ مسلمان آپس میں دست و گریباں ہو رہے۔ ایک دُوسرے کی تخریب میں لگے ہوئے۔ اور اغیار کے لئے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ اور دُنیا کی ہر ذلت کے مورد ہیں اس تباہ حالی کی متعدد وجوہ ہیں۔ مگر ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ مسلمان وہ نعمت کھو بیٹھے ہیں۔ جو ایک واجب الاطاعت امام کی شکل میں ہوتی ہے۔ اس ڈھال سے محروم ہو چکے ہیں۔ جو ایک ہاتھ پر جمع ہونے سے حاصل ہوتی ہے اور اس طاقت سے تہیدست ہو چکے ہیں۔ جو ایک وجود کی راہ نمائی سے مل سکتی ہے۔ احادیث میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ید اللہ علی الجماعۃ۔ یعنی جماعت پر خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ مسلمان جب تک ایک جماعت رہے۔ ایک امام کی اطاعت کرتے رہے۔ اللہ تعالےٰ کی نصرت و تائید سے ہمکنار رہے۔ مگر جب انہوں نے اس اطاعت کا جوُا اپنی گردنوں سے اتار پھینکا۔ اور بخیال خویش احرار بن گئے۔ خدا تعالےٰ کی رحمت کا سایہ بھی ان سے اُٹھ گیا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ید اللہ علی الجماعۃ کے الفاظ میں مسلمانوں کو بتایا تھا۔ کہ وہ اس وقت تک نہ دین میں اور نہ دُنیا میں کامیابی کا مونہہ دیکھ سکتے ہیں۔ جب تک ایک آواز پر لبیک کہنے اور ایک واجب الاطاعت امام کے پیچھے چلنے کے لئے تیار نہ رہیں۔ لیکن افسوس مسلمانوں نے جہاں اسلام کے اور ہزاروں سبق بُھلا دیئے۔ اس قیمتی سبق کو بھی فراموش کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تباہی و بربادی ان پر مسلط ہو گئی۔ اور ان کی عملی قوتیں سلب ہو گئیں۔ چونکہ مسلمانوں کی یہ حالت انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اور انہوں نے دیکھ لیا ہے۔ کہ جب تک وہ ایک سلک میں منسلک نہ ہونگے۔ اس وقت تک ذلت اور نکبت کے گڑھے سے نہیں نکل سکیں گے۔ اس لئے ان میں احساس پیدا ہو رہا ہے کہ کوئی ایسی صورت ہو۔ جو انہیں متحد کر سکے اور اس کا اظہار تحریروں اور تقریروں میں کرتے رہتے ہیں۔ مگر انہیں کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

چنانچہ ایک اخبار "تنظیم اہلحدیث" لکھتا ہے:۔

"اسلام دُنیا میں رہبانیت یا گوشہ نشینی کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے کی غرض سے آیا ہے۔ جس کا اصل اور آسان طریق سلسلۂ امارت ہے۔ جس کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسدِ انسانی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے عملی رنگ میں دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ مگر جتنی اہمیت سے آپ نے پیش کیا۔ اتنی ہی موجودہ دُنیائے اسلام اس سے غافل ہے غافل ہی نہیں۔ بلکہ اس کا تخیل ہی کچھ اور ہے اُن کے نزدیک اسلام تمدن سے جدا شے ہے۔ یا اسلام میں کچھ اس کی اہمیت نہیں۔ یہی تخیل زیادہ تر اسلامی ترقی کے مانع ہے بلکہ اس کے لئے سوہانِ رُوح بنا ہوا ہے اور بعض ویسے غفلت کی نیند سو رہے ہیں ہم غیروں کی کیا شکایت کریں۔ اپنوں سے نالاں ہیں۔ اہلحدیث کو خصوصیت سے اتباع رسول کا دعوےٰ ہے۔ اُن ہی کا قدم سب سے پیچھے ہے۔ بار بار توجہ دلانے پر بھی ایک سلک میں منسلک ہونے کو تیار نہیں ہوتے"۔ (۲۱ جون)

یہ الفاظ بتاتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی شدید ضرورت ہے وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ امیر کا وجود قوم کے لئے ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسے جسمِ انسانی کے لئے دل۔ وہ اس امر کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔ کہ اسلامی ترقی میں اگر کوئی چیز مانع ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے سوہانِ رُوح بنی ہوئی ہے تو وہ یہی خیال ہے۔ کہ سلسلۂ امارت کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کی حالت اس قدر بگڑ گئی ہو۔ جو اس درجہ تفرقہ اور انشقاق کا شکار ہو چکے ہوں۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ وہ خود ہی کوئی امام تجویز کر لیں۔ اور پھر سب اس پر متفق ہو جائیں۔ قطعاً نہیں۔ ایسا انسان وُہی ہو سکتا ہے۔ جسے خدا تعالےٰ منتخب کرے۔ جس کا دعوےٰ ہو۔ کہ مجھے خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو متحد کرنے اور ایک سلک میں منسلک کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی ہمیشہ سے یہ سنت ہے۔ کہ جب بھی اس نے کسی گری ہوئی قوم میں [پھر] رُوح پھونکی تو اسی کے ذریعہ جو اس کی جناب سے قرنا بن کر آیا۔ اور جس نے صور اسرافیل بن کر مُردہ دلوں کو زندہ کیا۔ امم سابقہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے۔ قرآن مجید اس کی تائید کرتا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تصدیق فرماتے ہیں۔ پس مسلمان کیوں یہ نہیں سوچتے کہ جب آخری زمانہ کے لئے یہ مقدر تھا۔ کہ مسیح و مہدی مسلمانوں کی راہ نمائی کرنے کیلئے آئے گا۔ تو وہ کہاں گیا۔ کیوں وہ دریائے حسرت میں غوطہ زن ہیں۔ کیوں اپنی آنکھیں نہیں کھولتے۔ اور خدا تعالےٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کر کے ایک سلک میں منسلک نہیں ہو جاتے۔ تا خدا تعالےٰ کی رحمت کے وارث بنیں اور نکبت و ادبار سے نکلیں۔

"زمیندار" کے "علّامہ رشدی" کا شوقِ [قتال]

"الفضل" کی ایک گزشتہ اشاعت میں مسئلۂ جہاد کے متعلق بتایا گیا تھا۔ کہ جہاد یہ نہیں۔ کہ تلوار ہاتھ میں لی۔ اور غیر مسلموں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ بلکہ جہاد کسی امر میں انتہائی کوشش کرنے کا نام ہے۔ اور اس میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سعی کرنا۔ قرآن مجید کی تعلیم پھیلانا۔ دشمنانِ دین کے حملوں کا دفاع کرنا۔ ان کے اعتراضات کا جواب دینا۔ خواہشات نفسانی کا مقابلہ کرنا۔ خوف کے مقام پر سچی بات کہنا۔ اور والدین کی خدمت کرنا سب شامل ہیں۔ جیسا کہ محققین تسلیم کر چکے ہیں۔ ہم نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ جہاد بالسیف بھی گو جہاد کی ایک قسم ہے۔ مگر یہ اس وقت فرض ہوتا ہے۔ جب مخالف طاقتیں تلوار کے زور سے اسلام کو نابود کرنے کی کوشش کریں۔ اور مسلمانوں کو محض مذہبی اختلاف کی بنا پر قتل کریں۔ لیکن اب جبکہ مسلمانوں کے لئے اس قسم کا وقت نہیں۔ جہاد بالسیف بھی ان پر فرض نہیں۔ یہی وہ امر ہے۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا۔ اور فرمایا ؎

دُشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

اس مضمون کے شائع ہونے پر [...] کے "علامہ رشدی" نے جہاد اور مرزا [...] عنوان سے تمسخرانہ انداز میں لکھا ہے [...]

"جناب مدیر کا ارشاد بالکل درست [...] یہ کوئی جہاد میں جہاد ہے۔ کہ تلوار ہاتھ میں [...] اعلاءِ کلمۃ الحق کے لئے ظالموں۔ اور با[...] سے جنگ شروع کر دی۔ اپنی جان دیدی [...] دُوسروں کی جان لے لی۔ خون کے دریا بہا د[...] اصلی جہاد تو یہی ہے۔ کہ تلوار کو توڑ کے پھینک [...] اور ان کی گود میں جا بیٹھے۔ کسی نے سر پر ا[...] جو مار رسید کیا۔ تو اس کے آگے لیٹ گئے او[ر] اس سے کہا۔ جناب کی مہربانی کا بہت بہت شکر[یہ] نہ ہے نصیب کہ جناب نے اپنی کفش کو خاکسا[ر] کے سر سے مس کر کے اس ہیچ میرز کو عالم میں سرفراز فرمایا۔ جناب کے دستِ مبارک کے [لئے] موجب زحمت تو ہو گا۔ لیکن کیا ہی اچھا ہوتا۔ ک[ہ] آپ اس عاجز پر سو پچاس جوتے اور رسید کر [دیتے] اور یہ حقیر "فارغ البال اور فارغ الحجامت" ہو [جاتا]"

اس سطور سے تو معلوم ہوتا ہے کہ "علامہ [رشدی]" شوقِ قتال میں بے قرار ہو رہے ہیں۔ ان کی تلو[ار] نیام سے باہر نکلی پڑتی ہے اور وہ جذبۂ خونریزی [سے] اس حد تک متاثر ہو چکے ہیں۔ کہ تلوار ہاتھ میں پکڑ [...] کر غیر مسلموں کو قتل نہ کرنا اور اپنی جان نہ دے [...]

مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور سے ایک دلچسپ سوال

سید عطاء اللہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور نے جو فیصلہ لکھا ہے۔ اور اس میں جن قانونی نکات کی موشگافی کی ہے۔ وہ ہر صاحب بصیرت اور انصاف پسند شخص کے لئے نہایت حیرت انگیز ہیں۔ انہی نکات میں سے ایک کے متعلق معزز معاصر انقلاب نے مسٹر کھوسلہ سے ایک دلچسپ سوال کیا ہے جسے درج ذیل کیا جاتا ہے :-

اکابر قوم ہمیشہ اس امر پر زور دیتے رہتے ہیں۔ کہ ہندوستانیوں کو اپنے جھگڑوں کے تصفیہ یا اپنی معاشرتی اصلاح کے لئے حکومت کا محتاج نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ اپنی رائے عامہ کو منظم کر کے پنچائتوں کے ذریعہ سے اس قسم کے کام انجام دینے چاہئیں۔ تاکہ اہل ہند سرکاری عدالتوں کی کش مکش اور مقدمات کے مصارف سے بچ جائیں۔ ہندوستان میں پنچایت کا نظام ہزارہا سال سے موجود ہے۔ اگرچہ اونچی جاتیوں اور پڑھے لکھے لوگوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق نہیں ہوتی۔ لیکن دھوبیوں اور چماروں نے اب تک اپنے اس نظام سے پورا پورا کام لیا ہے۔ یہ لوگ دیوانی مقدمات میں ہرگز عدالت کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ بلکہ بعض معمولی معمولی فوجداری مقدمات بھی پنچائت ہی میں پیش کر دیتے ہیں :

جن لوگوں نے کبھی دھوبیوں اور چماروں کی پنچائتوں کا اجلاس دیکھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ صدر اور اس کے "پینل" کا انتخاب۔ پنچوں کے بیٹھنے کی ترتیب۔ طرفین کا پیش ہونا۔ اور اپنا اپنا کیس بیان کرنا۔ بالکل زمانہ حال کے نظام عدالت کے مطابق ہے۔ اور یہ ساری کارروائی اس قدر متانت دیانت اور غیر جانبداری سے انجام پاتی ہے۔ کہ بے اختیار تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے :

جب کسی دیوانی مقدمے کا فیصلہ ہو چکتا ہے۔ تو جس کے حق میں ڈگری ملتی ہے۔ وہ پنچائت کی خاطر مدارات "نشہ پانی" سے کرتا ہے۔ جب کسی غلط کار کی غلط کاری پر اسے "ڈنڈ" لگایا جاتا ہے۔ تو اس کا روپیہ بھی شراب موسیقی پر صرف کر دیا جاتا ہے۔ چھوٹے موٹے فوجداری مقدمات بھی پیش ہوتے ہیں مثلاً ایک شخص نے استغاثہ کیا۔ کہ فلاں شخص نے مجھے سر بازار بلا وجہ پیٹا اور بے عزت کیا سماعت مقدمہ کے بعد پنچوں کا حکم ہوتا ہے کہ مستغاث علیہ ساری برادری کے سامنے سر ننگا کر کے کھڑا ہو جائے۔ اور مستغیث اس کی چندیا پر دس جوتے گن کر لگائے چنانچہ اسی وقت اس فیصلے کی تعمیل ہوتی ہے۔ اور کسی کو چون وچرا کی گنجائش نہیں ہوتی :

زمانۂ حال کے مذاق کے مطابق دھوبیوں اور چماروں میں بھی اصلاح اخلاق کی تحریک جاری ہو رہی ہے۔ مثلاً اب جابجا شراب کو ترک کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے پچھلے دنوں دہلی کے دھوبیوں نے اپنی پنچائت میں یہ قرار دیا۔ کہ دھوبی آئندہ شادی اور دوسری تقریبوں میں شراب ہرگز نہ پئیں گے۔ اور جو شخص پیئے گا اسے عبرتناک سزا دی جائے گی۔ لیکن ۲۸ر جون کو پانچ دھوبی پنچائت کے سامنے اس فیصلے کی خلاف ورزی کے الزام میں پیش کئے گئے۔ پنچائت نے ان کو بہت لعنت ملامت کی۔ اور حکم دیا۔ کہ ان کی ایک ایک مونچھ مونڈ دی جائے چنانچہ فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اس دن سے وہ پانچوں سزا یافتہ شخص گھروں سے باہر نہیں نکلے۔ جس دن منڈی ہوئی مونچھیں دوبارہ پیدا ہو جائیں گی۔ اس دن کسی کو مونہہ دکھانے کے قابل ہوں گے :

لیکن سوال یہ ہے کہ دیوانی و فوجداری کے معاملات میں اس قسم کے فیصلوں کا حق صرف دھوبیوں اور چماروں ہی کو ہے یا ہر قوم اور ہر جماعت ایسی پنچائتیں قائم کر سکتی ہے۔ اور فیصلے صادر کر سکتی ہے اور ہلکی ہلکی سزائیں بھی دے سکتی ہے۔ کیا فرماتے ہیں سشن جج کھوسلہ صاحب اس بارے میں ؟ جو چیز دھوبیوں اور چماروں میں بے حد قابل تعریف اور بالکل مطابق قانون ہے۔ وہی چیز قادیانیوں میں "متوازی حکومت" اور "قانون شکنی" کیوں بن جاتی ہے

اسی سلسلہ میں اخبار "اتحاد" کی حسب ذیل خبر دلچسپی سے پڑھی جائے گی۔ کہ

"سیالکوٹ کی ایک اطلاع ہے۔ کہ محلہ ٹنکاپور میں ایک عورت مسماۃ سردار بیگم اپنے ایک برس کے شیر خوار بچے کو چھوڑ کر صبح کے وقت غائب ہو گئی۔ بہت دشواریوں اور تحقیقات کے بعد پتہ چلا۔ کہ امام مسجد ملا عبد الکریم صاحب نے اس عورت کو چھپا رکھا ہے۔ مجلس احرار کے رضا کار ہمت سے کام لے کر ملا صاحب کے مکان پر ۱۱ بجے رات کو جا دھمکے۔ وہاں اس غائب شدہ عورت کو لحافوں میں لپٹی ہوئی پایا۔ اہل محلہ نے عاشق و معشوق۔ یعنی اس عورت اور ننگ اسلام ملا کریم دونوں کا مونہہ کالا کر دیا۔ اور عاشق کی مونچھیں مونڈ کر اور معشوقہ کے سر کے بال کتر کر گدھوں پر سوار کر دیا۔ اس کے بعد جلوس کی شکل میں متعدد گلیوں میں گھمایا۔ پھول کی بجائے گوبر اور تالیوں کے ساتھ عاشق و معشوق کے نرالے جوڑے کے جلوس کی رونق دو بالا کی":

کیا اس سے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ احراریوں نے سیالکوٹ میں اپنی "متوازی حکومت قائم کر رکھی ہے۔ اور کھلم کھلا قانون شکنی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک شخص کے مکان میں رات کے گیارہ بجے بیجا مداخلت کی۔ وہاں سے ایک غائب شدہ عورت کو لحافوں میں سے نکالا پھر اس عورت اور اسے چھپانے والے مرد کو یہ سزا دی۔ کہ ان کا مونہہ کالا کر دیا۔ مرد کی مونچھیں اور عورت کی چوٹی کاٹ ڈالی اور ان کو گدھوں پر سوار کر کے جلوس کی شکل میں گلیوں میں گھمایا۔ اور ان پر گوبر پھینکا :

مسٹر کھوسلہ کا فیصلہ

ایک انصاف پسند مجسٹریٹ کی نظر میں

ایک احمدی بھائی لکھتے ہیں۔

۱۵ر جون کو دفتر کے بعض آدمیوں نے ٹریبون کا ایک پرچہ مجھ کو دیکھ کر کہا دیکھو بخاری صاحب کی اپیل کا فیصلہ ہے۔ میں نے سرخی دیکھی۔ اور کہا پڑھ کر مجھے بھی دیں۔ وہ لوگ فیصلہ پڑھ پڑھ کر استہزا کرتے رہے۔ بعد میں جب اخبار مجھ کو دیا گیا۔ اور میں نے پڑھنا شروع کیا تو باوجودیکہ میں ایک ٹھنڈے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور بجلی کا پنکھا چل رہا تھا۔ مگر جوں جوں فیصلہ پڑھتا گیا میرا درجہ حرارت تیز ہوتا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ دل کو خنجر سے چیر ڈالا گیا ہے۔ اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہے۔ میرے ہوش و حواس جاتے رہے۔ میں نے بے اختیار کہا الٰہی تیری نصرت کس وقت آئے گی اس سے بڑھ کر مصیبت کا وقت اور کونسا ہو سکتا ہے۔ دفتر والے آپس میں اور مجھ سے استہزا کرنے لگے۔ میری آنکھوں میں دنیا اندھیر تھی۔ اور میری دلی کیفیت اور جذبات کا حال اللہ تعالے ہی بہتر جانتا ہے۔ میں نے سب استہزا کے جواب میں حرف اتنا کہا۔ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں۔ آپ لوگ دیکھیں گے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اس دن کو شام تک میں دفتر میں بیٹھا رہا۔ مگر کوئی کام نہ کر سکا دوسرے دن بھی وہی چرچا رہا۔ ایک ڈپٹی کلکٹر جو ابھی پچھلے دنوں ایک اعلٰے عہدہ سے ریٹائر ہوئے ہیں وہ بھی آ گئے۔ ہیڈ کلرک وغیرہ ان کو اخبار سنانے لگے۔ انہوں نے جوش سے اخبار پرے کر دیا۔ اور کہنے لگے کیا یہ بات قابل قبول ہے۔ کہ ایسا بزرگ انسان شراب پیئے۔ یہ ایک دوائی ہے برانڈی نہیں پھر کہا مرزا صاحب کے وقت بڑے بڑے علماء جیسے مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ نے مرزا صاحب کا مقابلہ کیا مگر مرزا صاحب نے تن تنہا ان کو شکست دی۔ اب ان کے مقابلہ میں عطاء اللہ وغیرہ کیا چیز ہیں۔ ان کی حیثیت محض لفنگوں سے زیادہ نہیں۔ فیصلہ کے متعلق انہوں نے کہا اس سے تمام جماعت زیر الزام آتی ہے۔ کیا آپ لوگ یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ یہ سنگین الزامات تمام جماعت پر ہمیشہ ریکارڈ پر رہ سکتے ہیں۔ آپ لوگ دیکھیں گے کہ جب یہ فیصلہ اوپر پہنچے گا۔ تو کس طرح اس کی دھجیاں اڑائی جاتی

مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور سے ایک دلچسپ سوال

سید عطاء اللہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور نے جو فیصلہ لکھا ہے۔ اور اس میں جن قانونی نکات کی موشگافی کی ہے۔ وہ ہر صاحب بصیرت اور انصاف پسند شخص کے لئے نہایت حیرت انگیز ہیں۔ انہی نکات میں سے ایک کے متعلق معزز معاصر انقلاب نے مسٹر کھوسلہ سے ایک دلچسپ سوال کیا ہے جسے درج ذیل

...م ہمیشہ اس امر پر زور دیتے ...کہ ہندوستانیوں کو اپنے جھگڑوں ...یا اپنی معاشرتی اصلاح کے لئے ...کا محتاج نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ اپنی ...ہ کو منظم کرکے پنچائتوں کے ذریعہ ...قسم کے کام انجام دینے چاہئیں۔ ...ہند سرکاری عدالتوں کی کش مکش ...ات کے مصارف سے بچ جائیں۔ ...ستان میں پنچائیت کا نظام ہزارہا سال ...وجود ہے۔ اگرچہ اونچی جاتیوں اور بڑے ...لوگوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کی ...یق نہیں ہوتی۔ لیکن دھوبیوں اور چماروں ...نے اب تک اپنے اس نظام سے پورا پورا کام لیا ہے۔ یہ لوگ دیوانی مقدمات میں ہرگز عدالت کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ بلکہ بعض معمولی معمولی فوجداری مقدمات بھی پنچائت ہی میں پیش کر دیتے ہیں *

جن لوگوں نے کبھی دھوبیوں اور چماروں کی پنچائتوں کا اجلاس دیکھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ صدر اور اس کے "پینل" کا انتخاب۔ پنچوں کے بیٹھنے کی ترتیب۔ طرفین کا پیش ہونا۔ اور اپنا اپنا کیس بیان کرنا۔ بالکل زمانہ حال کے نظام عدالت کے مطابق ہے۔ اور یہ ساری کارروائی اس قدر متانت دیانت اور غیر جانبداری سے انجام پاتی ہے۔ کہ بے اختیار تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے *

جب کسی دیوانی مقدمے کا فیصلہ ہو چکتا ہے۔ تو جس کے حق میں ڈگری ملتی ہے۔ وہ پنچائت کی خاطر مدارات "نشے پانی" سے کرتا ہے۔ جب کسی غلط کار کی غلط کاری پر اسے "ڈنڈ" لگایا جاتا ہے۔ تو اس کا روپیہ بھی شراب موسیقی پر صرف کر دیا جاتا ہے۔ چھوٹے موٹے فوجداری مقدمات بھی پیش ہوتے ہیں مثلاً ایک شخص نے استغاثہ کیا۔ کہ فلاں شخص نے مجھے سر بازار بلاوجہ پیٹا اور بے عزت کیا سماعت مقدمہ کے بعد پنچوں کا حکم ہوتا ہے کہ مستغاث علیہ ساری برادری کے سامنے سر ننگا کرکے کھڑا ہو جائے۔ اور مستغیث اس کی چندیا پر دس جوتے گن کر لگائے۔ چنانچہ اسی وقت اس فیصلے کی تعمیل ہوتی ہے۔ اور کسی کو چون وچرا کی گنجائش نہیں ہوتی *

زمانۂ حال کے مذاق کے مطابق دھوبیوں اور چماروں میں بھی اصلاح اخلاق کی تحریک جاری ہو رہی ہے۔ مثلاً اب جابجا شراب کو ترک کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے پچھلے دنوں دہلی کے دھوبیوں نے اپنی پنچائت میں یہ قرار دیا۔ کہ دھوبی آئندہ شادی اور دوسری تقریبوں میں شراب ہرگز نہ پئیں گے۔ اور جو شخص پیئے گا اسے عبرتناک سزا دی جائے گی۔ لیکن ۲۰ جون کو پانچ دھوبی پنچائت کے سامنے اس فیصلے کی خلاف ورزی کے الزام میں پیش کئے گئے۔ پنچائت نے ان کو بہت لعنت ملامت کی۔ اور حکم دیا۔ کہ ان کی ایک ایک مونچھ مونڈ دی جائے چنانچہ فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اس دن سے وہ پانچوں سزا یافتہ شخص گھروں سے باہر نہیں نکلے۔ جس دن منڈی ہوئی مونچھیں دوبارہ پیدا ہو جائیں گی۔ اس دن کسی کو مونہہ دکھانے کے قابل ہوں گے *

لیکن سوال یہ ہے کہ دیوانی و فوجداری کے معاملات میں اس قسم کے فیصلوں کا حق صرف دھوبیوں اور چماروں ہی کو ہے یا ہر قوم اور ہر جماعت ایسی پنچائتیں قائم کر سکتی ہے۔ اور فیصلے صادر کر سکتی ہے اور ہلکی ہلکی سزائیں بھی دے سکتی ہے۔ کیا فرماتے ہیں سشن جج کھوسلہ صاحب اس بارے میں ؟ جو چیز دھوبیوں اور چماروں میں بے حد قابل تعریف اور بالکل مطابق قانون ہے۔ وہی چیز قادیانیوں میں "متوازی حکومت" اور "قانون شکنی" کیوں بن جاتی ہے

اسی سلسلہ میں اخبار "اتحاد" کی حسب ذیل خبر دلچسپی سے پڑھی جائے گی۔ کہ

"سیالکوٹ کی ایک اطلاع ہے۔ کہ محلہ ٹیکا پور میں ایک عورت مسماۃ سردار بیگم اپنے ایک برس کے شیر خوار بچے کو چھوڑ کر صبح کے وقت غائب ہو گئی۔ بہت دشواریوں اور تحقیقات کے بعد پتہ چلا۔ کہ امام مسجد ملا عبد الکریم صاحب نے اس عورت کو چھپا رکھا ہے۔ مجلس احرار کے رضا کار ہمت سے کام لے کر ملا صاحب کے مکان پر ۱۱ بجے رات کو جا دھمکے۔ وہاں اس غائب شدہ عورت کو لحافوں میں لپٹی ہوئی پایا۔ اہل محلہ نے عاشق و معشوق۔ یعنی اس عورت اور ننگ اسلام ملا کریم دونوں کا مونہہ کالا کر دیا۔ اور عاشق کی مونچھیں مونڈ کر اور معشوقہ کے سر کے بال کتر کر گدھوں پر سوار کر دیا۔ اس کے بعد جلوس کی شکل میں متعدد گلیوں میں گھمایا۔ پھول کی بجائے گوبر اور تالیوں کے ساتھ عاشق و معشوق کے نرالے جوڑے کے جلوس کی رونق دوبالا کی"*

کیا اس سے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ احراریوں نے سیالکوٹ میں اپنی "متوازی حکومت" قائم کر رکھی ہے۔ اور کھلم کھلا قانون شکنی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک شخص کے مکان میں رات کے گیارہ بجے بیجا مداخلت کی۔ وہاں سے ایک غائب شدہ عورت کو لحافوں میں سے نکالا پھر اس عورت اور اسے چھپانے والے مرد کو یہ سزا دی۔ کہ ان کا مونہہ کالا کر دیا۔ مرد کی مونچھیں اور عورت کی چوٹی کاٹ ڈالی اور ان کو گدھوں پر سوار کرکے جلوس کی شکل میں گلیوں میں گھمایا۔ اور ان پر گوبر پھینکا *

مسٹر کھوسلہ کا فیصلہ
ایک انصاف پسند مجسٹریٹ کی نظر میں

ایک احمدی بھائی لکھتے ہیں۔

۱۵ جون کو دفتر کے بعض آدمیوں نے ٹریبیون کا ایک پرچہ مجھ کو دکھا کر کہا دیکھو بخاری صاحب کی اپیل کا فیصلہ ہے۔ میں نے سرخی دیکھی۔ اور کہا پڑھ کر مجھے بھی دیں۔ وہ لوگ فیصلہ پڑھ پڑھ کر استہزا کرتے رہے۔ بعد میں جب اخبار مجھ کو دیا گیا۔ اور میں نے پڑھنا شروع کیا تو باوجودیکہ میں ایک ٹھنڈے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور بجلی کا پنکھا چل رہا تھا۔ مگر جوں جوں فیصلہ پڑھتا گیا میرا درجہ حرارت تیز ہوتا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ دل کو خنجر سے چیر ڈالا گیا ہے۔ اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہے۔ میرے ہوش وحواس جاتے رہے۔ میں نے بے اختیار کہا الٰہی تیری نصرت کس وقت آئے گی اس سے بڑھ کر مصیبت کا وقت اور کونسا ہو سکتا ہے۔ دفتر والے آپس میں اور مجھ سے استہزا کرنے لگے۔ میری آنکھوں میں دنیا اندھیر تھی۔ اور میری دلی کیفیت اور جذبات کا حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ میں نے سب استہزا کے جواب میں صرف اتنا کہا۔ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں۔ آپ لوگ دیکھیں گے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اس دن گو شام تک میں دفتر میں بیٹھا رہا۔ مگر کوئی کام نہ کر سکا دوسرے دن بھی وہی چرچا رہا۔ ایک ڈپٹی کلکٹر جو ابھی پچھلے دنوں ایک اعلیٰ عہدہ سے ریٹائر ہوئے ہیں وہ بھی آ گئے۔ ہیڈ کلرک وغیرہ ان کو اخبار سنانے لگے۔ انہوں نے جوش سے اخبار پرے کر دیا۔ اور کہنے لگے کیا یہ بات قابل قبول ہے۔ کہ ایسا بزرگ انسان شراب پیئے۔ یہ ایک دوائی ہے برانڈی نہیں پھر کہا مرزا صاحب کے وقت بڑے بڑے علماء مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ نے مرزا صاحب کا مقابلہ کیا مگر مرزا صاحب نے تن تنہا ان کو شکست دی۔ اب ان کے مقابلہ میں عطاء اللہ وغیرہ کیا چیز ہیں۔ ان کی حیثیت محض لفنگوں سے زیادہ نہیں۔ فیصلہ کے متعلق انہوں نے کہا اس سے تمام جماعت زیر الزام آتی ہے۔ کیا آپ لوگ یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ یہ سنگین الزامات تمام جماعت پر ہمیشہ ریکارڈ پر رہ سکتے ہیں۔ آپ لوگ دیکھیں گے کہ جب یہ فیصلہ اوپر پہنچے گا۔ تو کس طرح اس کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔

سنگاپور میں تبلیغ احمدیت

"میں تیری تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

اگرچہ بظاہر یہ فقرہ بہت چھوٹا سا ہے مگر اس میں قدرت الٰہی کے اس قدر راز مخفی ہیں۔ کہ ان کا انکشاف کرنا انسانی طاقت سے بالاتر ہے۔ یہ کلام خداوند تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس وقت نازل فرمایا۔ جب کہ غیر ممالک تو درکنار ہندوستان بلکہ پنجاب میں بھی بہت کم لوگ ایسے تھے۔ جو حضور علیہ السلام کی شخصیت سے واقف تھے۔ مگر آج خدا نے بین نشانات کے ساتھ ثابت کر دیا ہے اس کے منہ سے نکلی ہوئی بات کس طرح غیر معمولی طور پر سچی ثابت ہو کر رہتی ہے۔ کیا اس وقت کوئی شخص یہ کہہ سکتا تھا کہ حضور علیہ السلام کے ماننے والے اتنے قلیل عرصہ میں اس قدر ترقی کر جائیں گے۔ کہ تمام دنیا میں پھیل جائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس وقت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا۔ کہ میں نے ہی مرزا صاحب کو اونچا کیا۔ اور اب میں ہی اس کو گراؤں گا۔ غرض اس کلام نے وہ وہ اثرات ظاہر کئے ہیں۔ کہ دنیا دیکھ کر حیران رہ گئی ہے۔ اور اسی ایک الہام سے یہ بات بھی پایہ ثبوت تک پہنچتی ہے۔ کہ تبلیغ احمدیت کے کام کو خداوند تعالیٰ کی خاص نصرت اور تائید حاصل ہے۔

جیسا کہ قرآن کریم کی حفاظت کے لئے خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ چنانچہ تیرہ سو سال کے تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ قرآن کریم کا ایک شوشہ بھی تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح احمدیت کی تبلیغ کا کام بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ باوجود ساری دنیا کی مخالفت اور جماعت احمدیہ کی بے سروسامانی کے احمدیت اکناف عالم میں پھیلتی جا رہی ہے۔ اور واقعات سے یہاں تک ثابت ہو چکا ہے۔ کہ جہاں جہاں سلسلہ کے مبلغ نہیں پہنچے۔ وہاں مخالف علماء نے خود بخود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ پیش کر کے لوگوں کو اس سے آگاہ کیا ہے۔ اور اس طرح وہ لوگ جو احمدیت کے نام سے بھی واقف نہ تھے۔ ان مولویوں کی باتیں سن کر احمدیت کی طرف متوجہ ہو گئے اور تحقیق شروع کر دی اور جس شخص نے بھی پوری پوری تحقیق کی اور صداقت کی تلاش میں لگ گیا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خادم بن گیا اور دوسروں تک آپ کا پیغام پہنچانے کا موجب بن گیا۔ یہی حالت سنگاپور کی ہے۔ یہاں ایک وقت کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ اگرچہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کسی زمانہ میں یہاں آئے اور مختلف مقامات پر تقاریر کیں اور لیکچر دئے۔ مگر انہوں نے احمدیت کا نام تک نہ لیا۔ مگر جب ایک شخص مولوی عبد الحلیم صاحب نے دو دفعہ یہاں آکر احمدیت کے خلاف لیکچر دئے۔ تو سنگاپور کا بچہ بچہ احمدیت سے واقف ہو گیا۔ چنانچہ جب میں یہاں پہنچا اور لوگوں سے ملاقاتیں شروع کیں تو احمدیت کے بارے میں گفتگو کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ نوے فی صدی لوگ ایسے ہیں جو احمدیت کے بارے میں تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ بہت سے لوگ مجھ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرنے کے لئے مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور سلسلہ کا لٹریچر مانگتے ہیں۔ کئی لوگ ایسے ملے۔ جنہوں نے خود کہا۔ کہ ہمیں احمدیت کے متعلق کچھ بتاؤ۔ لیکن فی الحال اچھی طرح ان کی زبان نہ جاننے کی وجہ سے ان کی پوری طرح پیاس نہیں بجھا سکتا۔ بعض لوگ میری ملاقات کے لئے بڑے شوق سے میرے مکان پر آتے ہیں اور گھنٹوں احمدیت کے متعلق گفتگو کر کے واقفیت حاصل کر رہے ہیں۔

اس سے ثابت ہے کہ خداوند تعالیٰ کی قدرت مختلف مقامات پر مختلف رنگوں میں تبلیغ احمدیت کر رہی ہے۔ جس سے مندرجہ بالا الہام کی تصدیق ہوتی ہے۔ اب میں ایک اور الہام کا ذکر کرتا ہوں۔ اس سے بھی کلی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تبلیغ کا کام خداوند تعالیٰ نے اپنے ہی ہاتھ میں رکھا ہوا ہے۔ اور وہ الہام یہ ہے۔ کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ مگر خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا" یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے اپنا دعویٰ پیش کیا۔ تو دنیا نے شدید مخالفت کی۔ تمام علماء نے مل کر آپ پر کفر کے فتوے لگائے۔ اور آپ کے سلسلہ کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں کیں۔ مگر اس قادر خدا نے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا بڑے زور آور حملوں سے معاندین کے نام صفحہ ہستی سے مٹا دئے۔ اور آج ہر ذی عقل اور ذی فہم آدمی کے کانوں میں انی مھین من اراد اھانتک۔ کی آواز گونج رہی ہے۔ خداوند تعالیٰ کے حملوں کی مثالیں اس کثرت سے ملتی ہیں۔ کہ ان کا شمار کرنا بھی ناممکن ہے۔ طاعون نے گواہی دی اور اس لم یزل اور لایزال خدا کی قدرت نے منکرین سلسلہ کی گردنوں کو توڑ کر رکھ دیا انفلوائنزا کی وبا نے دنیا پر روز روشن کی طرح ثابت کر دیا۔ کہ مامور من اللہ کا انکار اور اس سے دشمنی کا نتیجہ عذاب الٰہی ہے۔ کانگڑہ اور بہار کے زلزلوں نے شہادت دی۔ کہ خشیت اللہ پیدا نہ کرنے کا نتیجہ ہلاکت ہے حال میں کوئٹہ کے دردناک اور قیامت خیز زلزلہ نے ثابت کر دیا۔ کہ خداوند تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ پر ظلم کرنا اور اس کو طرح طرح کے دکھ اور تکالیف پہنچانا خدا کے غضب کا موجب ہے۔ کیا یہ زور آور حملے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے اپنے وعدہ کے مطابق کئے۔ کیا ان سے ثابت نہیں ہوتا کہ ان زور آور حملوں سے خدا تعالیٰ اپنے مامور کی صداقت ثابت کر رہا ہے۔ اور اس بات کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔ کہ ما کنا معذبین حتٰی نبعث رسولا۔ مگر ان لوگوں پر سخت افسوس ہے جو ان کھلے کھلے اور بین نشانات کو دیکھتے ہوئے بھی احمدیت کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اب بھی ان کے لئے موقعہ ہے کہ ان حملوں سے عبرت حاصل کرتے ہوئے حق کی مخالفت چھوڑ دیں۔ اور توبہ کریں۔ ورنہ معلوم نہیں کتنے حملے ابھی باقی ہیں۔

پس ان تمام واقعات سے بھی یہی ثابت ہے۔ کہ تبلیغ کا کام اس قادر اور قیوم خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ کیونکہ ہم کمزور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خدمت دین کا موقع عطا فرمائے۔ آمین

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

طالب دعا۔ عبد اللہ خاں اختر جتوئی نارتھ برج روڈ نمبر ۲۷، سنگاپور

جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ کی تبلیغی مساعی

جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ کا تبلیغی جلسہ مورخہ ۲۸ جون ۱۹۳۵ء کو احمدیہ جلسہ گاہ متصل نشاط ٹاکیز میں زیر صدارت بابو گلاب خان صاحب ۹½ بجے شب منعقد ہوا۔ جس میں مولوی نذیر احمد صاحب مولوی فاضل نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور مولوی محمد شریف صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ نے احراریوں کی سرگذشت پر لیکچر دئے۔ جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

(نامہ نگار)

بلاچور میں جلسہ

قصبہ بلاچور میں جس میں صرف تین گھر احمدیوں کے ہیں۔ ۱۷ جون۔ مولوی محمد سلیم صاحب اور ملک محمد عبد اللہ صاحب نے تقریریں کیں۔ جلسہ میں سامعین کی تعداد کافی تھی۔ ہندو سکھ اور غیر احمدی بھی شامل تھے۔

خاکسار۔ شیر محمد بلاچور

ہاؤس وائرنگ کے متعلق ضروری ہدایات

آجکل جبکہ قادیان میں ہاؤس وائرنگ کا کام شروع ہے۔ مفادِ عامہ کی خاطر چند ایک ضروری ہدایات پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ عمدہ اور پائیدار وائرنگ کرانے والوں کے لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ وہ بجلی کا سامان جرمنی یا انگلستان کا استعمال کرائیں۔ اور جاپانی سامان سے پرہیز کیا جائے۔ کیونکہ یہ کمزور اور ناپائیدار ہوتا ہے۔ یہ بہت ارزاں ملتا ہے۔ بظاہر نہایت عمدہ اور پائیدار معلوم دیتا ہے۔ اس لئے لوگ لاعلمی کی وجہ سے اسے استعمال کرلیتے ہیں۔ مگر بعد میں تکلیف اٹھاتے ہیں۔ بجلی ضائع ہوتی رہتی ہے۔ جس سے خرچ میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جاپانی لیمپ بھی نہایت ارزاں فروخت ہوتے ہیں ان کی Efficiency کم ہوتی ہے۔ یعنی ایک جاپانی لیمپ اتنی ہی بجلی کی تعداد خرچ کرکے جتنی کہ ایک انگلش یا جرمنی لیمپ خرچ کرتا ہے۔ ان کے برابر روشنی نہیں دے سکتا۔

۲۔ دوسرا سوال جو عمارت میں وائرنگ کرنے کے وقت پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مکان میں کونسی وائرنگ کرائی جائے۔ اور کونسے سائز کا تار استعمال کیا جائے جو مکان میں مطلوبہ کرنٹ بآسانی مہیا کر سکے۔ اگر وائرنگ میں درست سائز کا تار نہ لگایا جائے تو لیمپ پوری روشنی نہ دینگے۔ اور بجلی بہت زیادہ خرچ ہوگی۔ علاوہ ازیں کرنٹ کی زیادتی تار کو گرم کردے گی۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تار کے اُوپر کا انسولیشن (Insulation) جل کر خراب ہو جائیگا۔ اور ممکن ہے۔ کہ عمارت کو آگ بھی لگ جائے۔ ان حادثات سے عمارت کو محفوظ رکھنا ایک ماہر وائرمین کا ہی کام ہوتا ہے۔ جو توجہ سے مطلوبہ لیمپوں پنکھوں اور حرارت کے آلات کے لئے مناسب سائز کا تار انتخاب کرکے لگا سکتا ہے۔ اگر مطلوبہ سائز سے بڑے سائز کا تار لگا دیا جائے تو مندرجہ بالا خطرہ تو نہیں رہتا۔ مگر وائرنگ کے خرچ میں خواہ مخواہ بہت بڑا اضافہ ہو جائیگا۔

۳۔ پھر مصالح کے سامان کے متعلق جو تھوڑے عرصہ سے استعمال ہونا شروع ہوگیا ہے۔ ایک ضروری بات یہ ہے۔ کہ مصالح کے کٹ آؤٹ (Cut outs) بطور فیوز استعمال نہ کئے جائیں۔ کیونکہ بعض اوقات فیوز پگھل جانے سے اس میں آگ لگنے کا خطرہ رہتا ہے۔ مصالح کا دیگر سامان استعمال ہو سکتا ہے۔

۴۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ کیسنگ وائرنگ (جو لکڑی کے ذریعہ محفوظ کرکے لگائی جاتی ہے) میں آگ لگ جایا کرتی ہے اور وہ اس شش و پنج میں پڑے ہوئے ہیں کہ کس قسم کی وائرنگ کرائی جائے۔ ان اصحاب کو یہ خیال دل سے نکال دینا چاہئے اگر وائرنگ اچھی طرح سے نہ کی گئی ہو۔ تو ہر قسم کی وائرنگ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ وائرنگ کی حفاظت کے لئے فیوز لگائے جاتے ہیں۔ جو خطرہ سے قبل پگھل کر تمام وائرنگ کو بچا لیتے ہیں۔ اس لئے میں یہ عرض کرونگا۔ کہ وہ کیسنگ وائرنگ کرائیں۔ جو ارزاں اور محفوظ ہے۔ بجلی سپلائی کرنے سے پہلے محکمہ بجلی آپ کی وائرنگ کا امتحان کریگا۔ کہ اس میں کوئی نقص تو نہیں رہ گیا۔ جو بعد میں خطرہ کا موجب ہو۔ کسی وائرنگ انسٹالیشن کو "سپلائی مین" سے اس وقت تک ملحق نہیں کیا جاتا۔ جب تک اس کا امتحان اس طاقت (Pressure) سے دوگنی طاقت کی کرنٹ سے نہ کرلیا جائے۔ کہ جس طاقت پر اس میں استعمال کے لئے کرنٹ سپلائی کی جائے گی۔ اگر کسی قسم کا نقص ہو جس سے خطرہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ تو وہ اُسے ہرگز پاس نہ کرینگے۔ یہاں تک کہ نقص دور ہو جائے۔

۵۔ اس کے بعد میں ضروری سمجھتا ہوں کہ وائرنگ کی موٹی موٹی قسمیں جو آجکل استعمال ہوتی ہیں۔ بیان کردوں۔ تا لوگ حسب حیثیت ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ وائرنگ عموماً چار قسم کی استعمال ہوتی ہے۔

(۱) کلیٹ وائرنگ سسٹم۔ Cleat Wiring System

(۲) کیسنگ وائرنگ سسٹم Casing wiring system

(۳) لیڈ کورڈ کیبل وائرنگ۔ Lead-covered wiring system

(۴) سٹیل کنڈٹ وائرنگ Steel Conduit wiring.

۱۔ کلیٹ وائرنگ۔ اس طریق وائرنگ میں انسولیٹڈ (Insulated) تار براہ راست دیواروں پر چینی کے کلیٹ کے ذریعہ لگائے جاتے ہیں۔ یہ سادہ اور نہایت ارزاں ہوتا ہے۔ مگر گرد اور مٹی کی زیادتی کے باعث کچھ عرصہ کے بعد تاروں کا انسولیشن کمزور ہو جاتا ہے۔ یہ طریق خاص جگہوں میں جو وائرمین سے دریافت کی جاسکتی ہیں۔ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سسٹم میں تاروں کے انسولیشن پر نمی سے محفوظ رکھنے والا وارنش کردیا جائے۔ تو تاروں کے انسولیشن کی زندگی بہت بڑھ جائے گی۔

(۲) کیسنگ وائرنگ۔ اس میں انسولیٹڈ تار لکڑی کے چاپے سے گذارے جاتے ہیں گو لکڑی کے کیسنگ فولادی کنڈٹ (نالیاں) یا "لیڈ کورڈ کیبل" کی طرح آگ کا اثر روکنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ لیکن اگر اچھی طرح سے لگائے جائیں۔ تو یہ بالکل محفوظ اور قابل اطمینان ہوتے ہیں۔ دونوں پاور (یعنی موٹر وغیرہ) لائٹ روشنی کے لئے تاروں کو کیسنگ کے ذریعہ لگانے کا طریقہ کثرت استعمال ہوتا ہے۔ کیسنگ کے فوائد کے برابر کوئی دوسرا طریقِ وائرنگ مقابلہ نہیں کرسکتی یہ سستا اور لگانے کے لئے آسان ہے۔ ہلکا اور دُہرائے جانے کے قابل ہوتا ہے۔ منتقی لیٹڈ پرسپرٹ میں لاکھ حل کرکے کیسنگ کیسنگ کے اندر باہر ضرور پھیر لینا چاہئے۔ اس طرح تارکی دیمک وغیرہ سے بکلی محفوظ ہو جاتے ہیں۔ نیز وائرنگ خوبصورت معلوم دیتی ہے

(۳) لیڈ کورڈ وائرنگ۔ اس وائرنگ میں ایک خاص قسم کی کیبل استعمال کی جاتی ہے۔ اس میں انسولیٹڈ تار سیسے کے غلاف سے ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ نہایت عمدہ محفوظ اور فائر پروف (غیر آتشگیر) ہے اور اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بہت پسند کیا جاچکا ہے۔ آجکل اعلےٰ عمارتوں اور دفاتر میں اسی طرح سے وائرنگ کی جاتی ہے۔ اس قسم کی وائرنگ میں کلیٹ اور کیسنگ وائرنگ سے زیادہ اور کنڈٹ وائرنگ سے کم خرچ ہوتا ہے۔

(۴) سٹیل کنڈٹ وائرنگ سسٹم۔ اس قسم کی وائرنگ سٹیل کی نالیوں کے ذریعہ محفوظ کی جاتی ہے۔ یہ سب سے زیادہ غیر آتشگیر اور محفوظ ہے۔ مگر اس پر خرچ سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

جو اصحاب اپنے مکانوں میں لیڈ کورڈ یا سٹیل کنڈٹ وائرنگ کرائیں۔ ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ان ملفوف شدہ تاروں کے غلاف دو تین مقام سے تانبے کی تار کے ذریعہ ارتھ کرادیں۔ اس طرح تمام وائرنگ Shock Proof ہو جائے گی۔ اور دھکا لگنے کا خطرہ باقی نہ رہے گا۔

(خاکسار بشارت احمد۔ ای۔ ای۔ گریڈ I قادیان)

لاہور میں صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر تقریر

۲۸ جون باہتمام جماعت احمدیہ حلقہ سول لائن برلب نکلسن روڈ ایک پبلک جلسہ زیر صدارت مولوی ظہور حسین صاحب منعقد ہوا۔ جس میں ملک عبدالرحمن صاحب خادم بی۔ اے نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مؤثر تقریر کی۔ تقریر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہوئی۔ اختتام پر سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ چار صاحبوں نے اعتراضات کئے۔ جن کے ملک صاحب نے نہایت مدلل جواب دیئے۔

سوال و جواب سے پیشتر ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے باجازت صدر لوگوں کو مخاطب کرکے کہا۔ دیکھو اگر تم نے شور مچایا۔ تو یہ ثبوت ہوگا اس بات کا کہ ہم جھوٹے ہیں۔ اور اگر انہوں نے ہم کو وقت نہ دیا۔ تو یہ سمجھا جائے گا۔ کہ احمدی حق پر نہیں اس لئے آپ خاموشی سے کام لیں۔ لیکن یہ نصیحت بے سود ثابت ہوئی اور جس طرح دوران تقریر میں یہ لوگ شور و شر ڈالتے رہے۔ اس وقت بھی شور کرنے سے باز نہ رہ سکے۔ اور ایک آدھ پتھر بھی پھینکا۔

(خاکسار ملک بشارت ربانی متعلم بی ایس سی)

حکومت کے نقطۂ نگاہ سے انڈیا بل کی دفعہ ۲۹۹ کی تشریح

شملہ ۲۸ر جون - انڈیا بل کی کلاز ۲۹۹ کے متعلق مسلمانوں نے جو ایجی ٹیشن شروع کر رکھی ہے اس کے متعلق یہاں حیرانی کا اظہار کیا جارہا ہے - آرڈران کونسل کی ہاؤس آف کامنز اور ہاؤس آف لارڈز سے تصدیق کرانی پڑیگی - اور یہ اس امر کی گارنٹی ہے - کہ کمیونل ایوارڈ میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائیگی - جب تک ہندوستان میں کوئی ہندو مسلم سمجھوتہ نہیں ہو جاتا - لندن میں کمیونل ایوارڈ کی تبدیلی کے متعلق کوئی قدم نہیں اٹھایا جائیگا - اس لئے یہاں مسلمانوں کی ایجی ٹیشن پر حیرانی کا اظہار کیا جارہا ہے - کیونکہ اس کلاز میں شروع سے ہی کوئی تبدیلی نہیں کی گئی -

اس دفعہ کا مطلب کیا ہے ؟ اس کے رُو سے ملک معظم کی گورنمنٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خاص حالات میں آرڈران کونسل کے ذریعہ انڈین لیجسلیچرز کی ترتیب اور طریق انتخاب میں تبدیلی کرے گی - انڈیا بل پر بحث کے دوران میں اس دفعہ میں صرف یہ تبدیلی کی گئی ہے - کہ اسے ایکٹ کے تیسرے حصے یعنی صوبجاتی خود اختیاری کی ترویج سے پہلے یا بعد میں نافذ العمل کیا جا سکے گا - ترمیم کے متعلق اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے مسٹر بٹلر نائب وزیر ہند نے ہاؤس آف کامنز میں اعلان کیا - جیسا کہ میں نے ترمیم کو پیش کرتے ہوئے کہا تھا - اس ترمیم کا مقصد فرنچائز شیڈول وغیرہ میں ضروری غلطیوں کو درست کرنے کا اختیار حاصل کرنا ہے - یہی وجہ ہے - کہ میں ہاؤس پر اس ترمیم کو پاس کرنے کے لئے زور دے رہا ہوں -

یہ درست ہے - کہ کلاز سے آرڈران کونسل کے ذریعہ کمیونل ایوارڈ میں تبدیلی کرنے کا کام لیا جا سکتا ہے لیکن یہ صرف انڈیا آفس صوبجاتی اور مرکزی حکومتوں کے درمیان مشورہ کے بعد ہی ہو سکتا ہے - اور اس کے لئے پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤسوں کی منظوری ضروری ہے - دوسرے الفاظ میں کمیونل ایوارڈ اسی صورت میں تبدیل ہو سکتا ہے - اگر ہاؤس آف کامنز اور ہاؤس آف لارڈز کی اکثریت اس میں تبدیل کرنے کے حق میں ہو - اگر پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤسوں میں اس خیال کے لوگوں کی اکثریت ہو - تو پھر وہ عام طریقہ سے بل میں ترمیم کر کے بھی اس کام کو پورا کر سکتے ہیں - ان حالات میں بل کے خلاف ایجی ٹیشن کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی -

اقلیتوں کے اعتراضات

مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ دفعہ ۲۹۹ پر (جو بل میں ترمیم کے بعد دفعہ ۳۰۴ بن چکی ہے) یہ اعتراض ہو سکتا ہے - کہ اس کے رو سے نیا بل پیش کرنے کے بجائے کمیونل ایوارڈ میں دونوں ہاؤسوں کے سنگل ووٹ کے ذریعہ تبدیلی کی جا سکے گی - لیکن یہ شکایت زیادہ وزن دار نہیں ہے - کوئی وزیر ہند یہ جانتے ہوئے کہ اس کی تجویز کو ہندوستان کے مسلمان ناپسند کرتے ہیں - کمیونل ایوارڈ کے متعلق کسی آرڈران کونسل کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے کی جرأت نہیں کرے گا - اور اگر کوئی وزیر ہند اس قسم کی حرکت کر بھی بیٹھا - تو اسے ہاؤس آف کامنز اور ہاؤس آف لارڈز کی حمایت حاصل نہیں ہوگی - ان حالات میں اس امر کی کافی گارنٹی موجود ہے - کہ کمیونل ایوارڈ میں کوئی تبدیلی ہونے کا امکان نہیں -

سب سے زیادہ حیرانی کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے دفعہ مذکور کے خلاف ایجی ٹیشن اب کیوں شروع کی ہے - حالانکہ یہ خطرہ چند ماہ پہلے بھی موجود تھا - جب سے انڈیا بل ہاؤس آف کامنز میں پیش کیا گیا ہے یہ خطرہ موجود ہے - پھر نہ معلوم اب یکلخت یہ ایجی ٹیشن کیوں شروع کر دی گئی ہے -

لارڈ زٹلینڈ نے وزیر ہند مقرر ہونے کے بعد صاف الفاظ میں اعلان کر دیا ہے - کہ انہوں نے سیلیکٹ کمیٹی کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کی - لیکن کامیاب نہ ہو سکے اس لئے انہوں نے فیصلہ کیا ہے - کہ وہ سلیکٹ کمیٹی کی پالیسی کی وفاداری سے پیروی کریں گے -

اگر لارڈ زٹلینڈ وزیر ہند بھی کمیونل ایوارڈ کو تبدیل کرنا چاہیں گے - تو وہ بھی تاوقتیکہ انہیں پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤسوں کی حمایت حاصل نہ ہو - نہیں کر سکیں گے - اور اگر انہیں ممبروں کی حمایت حاصل ہو - تو آرڈران کونسل کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے کے بجائے اسے ایک ایکٹ کی صورت میں پاس کر کے تبدیل کر سکتے ہیں - اس لئے جب تک ہندوؤں اور مسلمانوں میں کوئی سمجھوتہ نہ ہو - ایوارڈ میں تبدیلی کا کوئی امکان نہیں ؛

ڈسپنسر کی ضرورت

نور ہسپتال قادیان کے لئے عرصہ تین ماہ کے لئے ایک ٹرینڈ سند یافتہ ڈسپنسر کی ضرورت ہے - تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی - ضرورت مند احباب اپنی درخواستیں فوراً دفتر امور عامہ میں بھجواویں ؛

ناظر امور عامہ قادیان

نقیب کی ضرورت

انجمن احمدیہ سیالکوٹ کو ایک نقیب کی ضرورت ہے - جو مخلص - دیندار - خواندہ - نوجوان احمدی ہو - علاوہ رہائشی مکان کے تنخواہ -/۱۵ ماہوار دی جائے گی - اگر وہ اہل و عیال والے ہونگے - تو ان کو ایک روپیہ زائد کرایہ مکان کے لئے دیا جائے گا - درخواستیں ۲۰ر جولائی ۱۹۳۵ء تک مقامی امیر جماعت کی تصدیق کے ساتھ خاکسار کے پاس پہنچ جائیں ؛

(خاکسار قاسم الدین احمدی اسسٹنٹ جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ)

نظارت امور عامہ کی طرف سے ضروری اعلان!

شیخ فضل حق صاحب مینیجر امپیریل الیکٹرک کمپنی لاہور کی طرف سے قادیان میں ہاؤس وائرنگ کے متعلق جو اشتہار شائع ہوا ہے۔ اس کے متعلق یہ اعلان کر دینا ضروری ہے۔ کہ فرم مذکور کو قادیان میں کام کرنے کیلئے ابھی تک صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل نہیں ہے انجمن کی منظور کردہ فرم شیخ مظفر الدین صاحب کی امپیریل الیکٹرک سٹور پشاور ہے۔ جسے صدر انجمن کے دفاتر اور عمارات کا ٹھیکہ بھی دیا گیا ہے۔ شیخ فضل حق صاحب جس فرم کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اس پر ابھی تک انجمن کا کوئی کنٹرول نہیں۔ اس لئے ان سے کام کروانے والے احباب کو صدر انجمن کی حفاظت حاصل نہیں ہو گی۔ اگر ان کو قادیان میں کام کرنے کی منظوری دی گئی۔ تو اس کا بعد میں اعلان کر دیا جائیگا۔

ناظر امور عامہ قادیان

جسمانی صحت

انسانی زندگی کی کشمکش میں جسمانی صحت نہایت ہی ضروری ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں پر یہ بات اچھی طرح روشن ہے۔ کہ متمدن ملکوں اور مہذب اقوام نے صحت کو مقدم سمجھکر صحت کو قائم رکھنے کے ذرائع کے حصول کو بھی مقدم رکھا ہے۔ مثلاً علوم میں سے علم طب کو اور پھر اچھی سے اچھی ادویہ کو پھر دواسازی کے سامان اور طریق اچھے اچھے اختیار کئے ہیں۔ عمدہ عمدہ دواخانے۔ شفاخانے صحت افزا مید ان سینی ٹوریم وغیرہ پر لاکھوں روپیہ صرف کیا ہے۔ اسلام نے دنیائے عالم میں ظاہر ہوتے ہی جس چیز کو احکام کے طور پر بیان کیا ہے۔ ان میں سے ایک حکم اصول حفظ صحت ہے چنانچہ فرمایا۔ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ وَ الرُّجْزَ فَاھْجُرْ (سورہ مدثر) یعنی اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھ۔ اور میل کچیل۔ ناپاکی اور گندگی سے پرہیز کر۔

یاد رہے۔ حفظِ صحت کے اصول میں سے پہلا اصل بدن اور کپڑوں کی صفائی ہے۔ پھر اسی حکم کی تائید میں اسلامی کتب میں ایک قول پایا جاتا ہے۔ اور بزرگوں کی رائے ہے۔ کہ یہ قول حضور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے العلم علمان علم الابدانِ و علم الادیانِ یعنی دُنیا میں ضروری اور لازمی علم دو ہی ہیں۔ انسانی بدنوں کا علم (طب) اور دینوں کا علم۔ اس کلام میں مقدم علم ابدان کو رکھا ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحت کو قائم رکھنے کی ترغیب فرماتے ہوئے فرمایا ولکل داءٍ دواءٌ یعنی ہر بیماری کے لئے علاج ضروری ہے۔ میں نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن شریف اور حدیث سے تھوڑا سا نمونہ پیش کر دیا ہے۔ ورنہ قرآن شریف اور احادیث نبویہ تو ایسے مضامین سے بھری پڑی ہیں۔ جو جسمانی صحت کی ترغیب پر مشتمل ہیں۔ کئی سالوں سے میں اپنے دل میں ایک زبردست خواہش اور تڑپ دیکھ رہا ہوں۔ وہ تڑپ دو چیزوں کو احمدیت کے مرکز (قادیان) میں قائم کرنیکی ہے۔ ایک یہ ہے۔ کہ قادیان میں ایک طبی مدرسہ قائم ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ ایک دیسی دواخانہ قائم ہو۔ جس میں اچھے اور عمدہ طریق سے اور بڑی صفائی سے دیسی دواسازی ہو۔ مدرسہ کھولنے کیلئے تو بندہ کوشش کر رہا ہے۔ اسمیں جو رکاوٹ ہے۔ وہ صرف مالی کمزوری ہے کیونکہ بعض انتظامات کے لئے روپے کی ضرورت ہے۔ اور یہی حال دواخانے کا ہے۔ میں نے ان ہر دو کاموں کے چلانے کیلئے بہت غور اور فکر کیا۔ دعائیں اور استخارہ کیا۔ اسکے متعلق عاجز کے خیال میں جو کچھ آیا ہے وُہ یہ ہے۔ کہ پہلے اپنے مطب اور دواخانے کو موجودہ حالت سے تدریجاً ترقی دیجائے۔ جب یہ مکمل حالت میں ہو جائے۔ تو اسی کی آمدنی سے مدرسہ جاری کیا جائے۔

موجودہ مطب اور دواخانے کی حالت یہ ہے۔ کہ جس قدر بندہ کو اپنے مریضوں پر مفرد یا مرکب ادویہ کے استعمال کی ضرورت ہے صرف وہی تیار رکھتا ہوں۔ مگر دواخانے کی تکمیل سے مراد یہ ہے۔ کہ ہر قسم کی مفرد ادویہ اور خاصکر جو کمیاب ہیں انکو مہیا کیا جائے۔ اور اصل اور تازی اور عمدہ ہوں مرکب ادویہ جو پرانی طبی کتب عربی اور فارسی میں مفید مفید معجونیں وغیرہ ہیں۔ انکے اصل اصل اجزاء کو تلاش کر کے تیار کی جائیں۔ اور عمدہ عمدہ شیشے کے برتنوں میں رکھی جائیں۔ سو میں حضور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خاصکر اور دیگر بزرگان قوم کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ میری مدد محض للہ کریں۔ اور وہ مدد دعاؤں سے چاہتا ہوں نیز عرض کرتا ہوں۔ کہ جو جو مجرب ادویہ میں نے سردست اپنے مطب میں تیار کر کے رکھی ہیں ضرورتمند ضرور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اور دوستوں اور حاشیہ نشینوں کو بھی ترغیب دلائیں۔

پہلے اسکے کہ میں وہ ادویہ قوم کے پیش کروں میں اپنی طبی لیاقت۔ اور طبی مشغلہ مختصر طور پر عرض کرتا ہوں میں خاندانی لحاظ سے بھی پیشۂ طبابت رکھتا ہوں۔ میں خود قریباً پچیس ۲۵ سال سے طبابت کر رہا ہوں۔ اور طبابت کا ایک امتحان بھی پاس کیا ہوا ہے۔ میں نے قریباً پچاس طبی کتابوں کا بڑے غور و خوض سے مطالعہ کیا ہوا ہے۔ ہمارے ملک ہندوستان میں جو عربی طب میں متداول کورس ہے۔ وہ قانونچہ۔ موجز۔ اقسرائی۔ سدیدی۔ نفیسی۔ شرح اسباب قانون ابو علی سینا کی پانچ جلدیں ہیں۔ یہ کتب ہر وقت میرے زیر نظر رہتی ہیں علاوہ ازیں ڈاکٹری سے۔ ویدک طب سے۔ ہومیو پیتھی طب سے۔ نیز دوسری چھوٹی چھوٹی اور نئی نئی شاخوں سے بفضلِ خدا خوب واقف ہوں۔ اور بڑی سوچ بچار کے بعد امراض کی تشخیص کے بعد علاج کرتا ہوں اور نتیجہ بھی محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور اس کی ذرہ نوازی سے اچھا نکلتا ہے۔ نوّے فیصدی علاج میں بفضلِ خدا کامیاب ہوتا ہوں۔

میں مریض کو آنکھوں سے دیکھے بغیر اور امراض کی پوری تشخیص کئے بغیر علاج کرنا یا اشتہاری طور پر ادویہ فروخت کرنا شرعاً۔ اخلاقاً اور ملکی قانوناً گناہ سمجھتا ہوں۔ ہاں بعض امراض ایسے بھی ہیں جن میں حکیم کو زیادہ تشخیص کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یا مریض کو دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف خط و کتابت سے ہی کام بن جاتا ہے۔ سو ایسے امراض کی کچھ ادویہ کا سردست اعلان کرتا ہوں۔ جو قریباً نوے فیصدی بار بار کے تجربہ میں آچکی ہیں۔

وہ امراض جو یورک ایسڈ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے لئے خاکسار کے مطب میں کچھ ادویہ مجربہ تیار ہیں۔ وُہ امراض یہ ہیں:۔ گردے کی پتھری۔ گردے کا درد۔ مثانے کی پتھری سوزش مثانہ۔ نقرس (گاؤٹ) یعنی پاؤں کے انگوٹھے کا درد۔ گنٹھیا اور وجع الرکبہ یعنی گھٹنے کا درد اور ورم۔

نوٹ:۔ میں ان لوگوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں جنکو گردے یا مثانے یا جگر کی پتھری کا مرض ہو۔ وہ ہرگز ہرگز اپریشن کا ارادہ نہ کریں۔ جبکہ خاکسار کے علاج کو نہ دیکھ لیں۔

تمام طبریائی امراض کا میرے مطب میں بفضلِ خدا مکمل علاج ہے۔ امراض نئے ہوں یا پرانے۔ طبریائی امراض یہ ہیں۔ روزانہ بخار۔ تیسرے روز آنیوالا۔ چوتھے روز آنیوالا بخار۔ جگر ضعف یا جگر کا بڑھ جانا یا جگر کا سکڑ کر چھوٹا ہو جانا۔ جگر کی خرابی کو عام طور پر پنجاب میں ٹھس۔ گرمی سردی۔ دھکا لگنا۔ تا لگنا کہتے ہیں۔

اس کی علامات یہ ہیں۔ آنکھوں اور چہرے کی رنگت، سفید یا مٹیالی ہو جاتی ہے ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور ناخن سفید ہو جاتے ہیں جسم میں خون کم ہوتا ہے کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ کام کرتے ہے۔ اونچی جگہ چڑھنے سے۔ تیز چلنے سے سانس پھول جاتا ہے۔ دل دھڑکنے بلکہ زور سے تڑپنے لگتا ہے۔ کبھی اس کے ساتھ قبض رہتا ہے۔ بھوک کم لگتی ہے۔ کبھی ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔

جب یہ مرض مستورات کو ہو جائے۔ تو پھر منتقل کورس (ماہواری خون) میں خرابی ہو کر کئی قسم کی تکالیف شروع ہو جاتی ہیں۔

طحال۔ یعنی تلی کا بڑھ جانا۔ اس کو پنجابی میں تاپ تلی اور لیھ کہتے ہیں۔ کبھی اس سے سارا پیٹ بھر جاتا ہے۔

نوٹ:۔ جگر۔ تلی کے امراض کبھی دونوں اکٹھے ہوتے ہیں کبھی علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ نیز کبھی ان کے ساتھ بخار ہوتا ہے۔

نوٹ:۔ اگر خط و کتابت کرنی ہو۔ تو ہر خط کے جواب کے لئے ۱/ کا ٹکٹ چاہیئے۔ ورنہ جواب کا انتظار نہ کریں۔

حکیم مولوی نظام الدین ممتاز الاطباء
قادیان ضلع گورداسپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لاہور یکم جولائی۔ گوردوارہ شہید گنج کا جھگڑا ابھی تک طے نہیں ہوا ۔ بعض مسلمان آج بھی گوردوارہ کے باہر جمع ہو گئے ۔ باہر سے سکھوں کے جتھے گوردوارہ میں جمع ہو رہے ہیں ۔ شہر کے اہم مقامات پر پولیس متعین کر دی گئی ہے ۔ اور تھانوں میں فورس بڑھا دی گئی ہے ۔ فوج کو تیار رہنے کا حکم دیا جا چکا ہے ۔

دہلی ۔ یکم جولائی۔ بلوہ فیروز آباد کی تحقیقات کے لئے کانگرس نے ایک کمشن مقرر کیا ہے ۔ جس کے ممبر آج وہاں پہنچ جائیں گے ۔ لیکن معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ چونکہ یہ مقدمہ زیر سماعت ہے ۔ اور حکومت غیر سرکاری مداخلت کو گوارا نہیں کر سکتی ۔ اس لئے ممبران کمیشن کو امتناعی نوٹس دیدئے جائیں گے ۔ اور تحقیقات کی ممانعت کر دی جائے گی ۔

دہلی یکم جولائی۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ سلور جوبلی فنڈ کے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ میں سے بیس لاکھ روپیہ کوئٹہ کے زلزلہ فنڈ میں دے جانے کا فیصلہ ہو گیا ہے ۔

کلکتہ یکم جولائی۔ دھان آباد کے رقبہ میں باگہ گی کے مقام پر کوئلے کی کان میں خوفناک دھماکا ہوا ۔ جس سے ۱۶ کان کن ہلاک اور ۲۳ سخت مجروح ہوئے ڈیڑھ سو اشخاص بچا لئے گئے ۔ دھما کے کے بعد لوگ کان کے منہ پر کھڑے تھے کہ اندر سے شعلے بھڑکنے لگے ۔ اور ۲۳ اشخاص جل گئے ۔ جن میں سے دس فوراً ہلاک ہو گئے ۔

ٹوکیو ۲۹ جون۔ جاپان کے مختلف حصوں سے بارش اور طوفان کی وجہ سے عظیم تباہی کی خبریں موصول ہوئی ہیں ۔ معلوم ہوا ہے کہ ۴۲ گھنٹے کی لگاتار بارش کے بعد سخت سیلاب آیا ۔ جس سے ۶۶ آدمی ہلاک ہو گئے ۔ مکانات منہدم ہو جانے کی وجہ سے ۲۲ ہزار انسان بے خانماں پھر رہے ہیں ۔ اور سر چھپانے کو جگہ نہیں ملتی ۔ اوساکا میں ۸۸ ہزار مکانات اور فیکٹریاں زیر آب ہیں ۔ نقصان کا اندازہ دو کروڑ روپیہ کا کیا جاتا ہے ۔

لنڈن ۳۰ جون۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیم میلان اطلاع دیتا ہے کہ فلورنس میں آج کل سایہ میں ٹمپریچر ۹۹ء۵ ہے گذشتہ ۱۲۴ سال میں اس قدر گرمی کبھی نہیں پڑی ۔

کراچی ۳۰ جون۔ آج بندر روڈ پر ایک پاگل فقیر جو نیم برہنہ تھا ۔ بھاگ کر ایک ہوٹل میں داخل ہو گیا ۔ اور مالک کے ہاتھ سے چاقو چھین کر تین اشخاص پر حملہ کر دیا ۔ جس سے انہیں ضربات آئیں ۔ ہوٹل میں سنسنی پھیل گئی ۔ اور لوگ بھاگ گئے فقیر کو گرفتار کر کے پولیس کے حوالے کر دیا گیا ۔

امرتسر یکم جولائی۔ ہال بازار میں ہر روز بھونچال کے جھٹکے محسوس کئے جاتے ہیں ۔ اور مکانات گھنٹوں ہچکولے کھاتے رہتے ہیں ۔ بلدیہ کے انجنیر اس معاملہ کی تہ تک پہنچنے کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں ۔ مگر انہیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا

لاہور یکم جولائی۔ لائل پور کے مشہور ایڈووکیٹ اور سابق ایم ایل ۔ سی رانا فیروز الدین کے لڑکے اعجاز احمد کو ایک طالب علم کے قتل کے الزام میں سشن جج لائل پور نے سات سال قید کی سزا دی تھی ۔ آج ہائی کورٹ میں اس کی اپیل پیش ہوئی ۔ اور سزا کم ہو کر پانچ سال رہ گئی ۔

گوجرانوالہ یکم جولائی۔ مہابیر دل کی ایک گاڑی کے پیچھے ہاتھ دھکیل کر بازار میں والنٹیر لوگوں کو پانی پلایا کرتے ہیں ۔ ایک جگہ رکھے جانے پر مسلمانوں کو شکایت تھی ۔ جس نے آج نازک صورت اختیار کر لی ۔ دونوں اقوام سے تعلق رکھنے والے لوگ کثیر تعداد میں وہاں جمع ہو گئے ۔ اور فساد کا سخت خطرہ پیدا ہو گیا ۔ سنگباری ہونے لگی ۔ لیکن پولیس نے بر موقعہ پہنچکر حالات پر قابو پا لیا ۔ تین ہندوؤں اور چار مسلمانوں کا ضابطۂ فوجداری کے ماتحت چالان کر دیا گیا ہے ۔

لاہور یکم جولائی۔ کل مری میں اپنڈیسائٹس کے اپریشن کے بعد مسٹر جان ایگز ینڈر فرگوسن کمشنر راولپنڈی ڈویژن کا انتقال ہو گیا ۔ آپ ۱۹۰۴ء میں سول سروس میں داخل ہوئے تھے ۔

کراچی یکم جولائی۔ مولانا شوکت علی وغیرہ کو کراچی میں داخل ہونے کے امتناعی احکام کے متعلق شیخ عبد المجید صاحب چیئرمین کراچی ٹریڈ یونین لیگ نے ایک بیان دیتے ہوئے کہا ۔ کہ ان احکام کے بعد اب ہم نے غلطی کی تلافی کے لئے وہ واحد راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو باقی رہ گیا ہے ۔ یعنی ہم ان لوگوں کے خلاف جو گولی چلنے کے ذمہ وار ہیں ۔ قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔

دہلی یکم جولائی۔ اخبار تیج کی ایک ہزار روپیہ کی ضمانت زلزلہ کوئٹہ کے متعلق ایک قابل اعتراض مضمون شائع کرنے کی وجہ سے پریس ایکٹ کے ماتحت حکومت نے ضبط کر لی ہے ۔

کلکتہ یکم جولائی۔ قانون انسداد دہشت انگیزی کے ماتحت گورنمنٹ بنگال نے ہندو نوجوانوں پر برما میں داخلہ کے متعلق کئی پابندیاں لگا دی ہیں ۔ اب کوئی ہندو نوجوان پاسپورٹ حاصل کئے بغیر برما نہیں جا سکتا ۔ ضلع چٹاگانگ میں جو ہندو نوجوان برما سے آئیں گے ۔ ان کے لئے لازمی ہو گا ۔ کہ آمد سے دس گھنٹہ کے اندر اندر قریبی تھانہ میں اطلاع دیں تمام ہندو نوجوان جن کی عمر ۱۴ سال سے ۲۵ سال کے درمیان ہے ۔ اس حکم کے ماتحت آتے ہیں ۔

ٹوکیو ۲۹ جون۔ وزیر جنگ جاپان مانچوکاؤ سے واپس آ گئے ہیں ۔ آپ نے نمائندہ پریس کو بتایا کہ روسی افواج کافی تعداد میں چین کی سرحد کے نزدیک جمع ہو رہی ہیں ۔ جاپان کی طرف سے بھی ان افواج کو روکنے کی کوشش ہو رہی ہے حالات نازک صورت اختیار کر رہے ہیں ۔ اس کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ روس اور جاپان میں جنگ ناگزیر ہے ۔

امرتسر یکم جولائی۔ وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن کوئٹہ جاتے ہوئے کل صبح امرتسر سے گذریں گے ۔ جہاں سپیشل تھوڑی دیر کے لئے ٹھیرے گی ۔ اور آپ سٹیشن پر ریلیف کے متعلق انتظامات کا معائنہ کریں گے ۔ پولیس نے وسیع پیمانہ پر انتظامات کئے ہیں ۔ ڈیرہ غازی خاں ریلیف کمیٹی کی طرف سے آپ کو تار دیا گیا تھا ۔ کہ وہاں بھی آئیں ۔ مگر آپ کے پرائیویٹ سکرٹری نے اطلاع دی ہے کہ ڈیرہ غازی خان کو اس دورہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا ۔

حیدرآباد دکن ۔ یکم جولائی۔ انفرمیشن بیورو کا ایک اعلان مظہر ہے ۔ کہ حضور نظام کے فرمان کے مطابق ہز اگزالٹڈ ہائی نس کی سلور جوبلی ۲۰ دسمبر ۱۹۳۵ء سے ۳ جنوری ۱۹۳۶ء تک منائی جائیگی

انگورہ یکم جولائی۔ آج حکومت ترکی کی طرف سے ایک احتجاجی نوٹ حکومت فرانس کو ارسال کیا گیا ہے ۔ جس میں تحریر ہے ۔ کہ حکومت ترکی حکومت فرانس کے اس رویہ کے خلاف سخت احتجاج کرتی ہے ۔ کہ اس نے باغی اثوریوں کو دمشق میں آباد کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ ترکی اخبارات بھی اس کے خلاف زبردست مقالات شائع کر رہے ہیں ۔

نئی دہلی ۔ یکم جولائی۔ یہاں کے بعض حکام کو شک ہے ۔ کہ گاندھی جی کی دیہات سدھار کی تحریک کا اس کے سوائے کچھ مطلب نہیں ۔ کہ دیہاتیوں کو کانگرس کی آئندہ تحریک کے لئے تیار کیا جائے ۔ تاکہ اگر سول نافرمانی شروع کی جائے تو گورنمنٹ کے ساتھ ایک زبردست ٹکر لگائی جا سکے ۔ ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی کے اس فیصلہ سے کہ دیہات سدھار کے کام کے لئے گریجوایٹوں کی تربیت کے لئے ٹریننگ کلاس کھولی جائے ۔ حکام کا یہ شک زیادہ تقویت پکڑ گیا ہے ۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا ۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا ۔ ایڈیٹر : غلام نبی